ہفت روزہ
# ندائے خلافت
لاہور
12 تا 18 جولائی 2001ء

☆ مسئلہ کشمیر کا قابل عمل حل! (امیر تنظیم اسلامی کی پریس کانفرنس)
☆ شعوری ایمان کا لازمی نتیجہ، محبت الٰہی اور دوام ذکر! (منبر ومحراب)
☆ پاک بھارت مذاکرات: ایجنڈا کیا ہو؟ (تجزیہ)

## شریعت الٰہی کا اتباع کیوں ضروری ہے؟

''شریعت جسے اللہ تعالیٰ نے انسانی زندگی کی تنظیم کے لئے وضع فرمایا ہے دراصل ایک کائناتی شریعت ہے' اس لحاظ سے کہ وہ کائنات کے مرکزی قانون سے مربوط اور ہم آہنگ ہے۔ اس حقیقت کے پیش نظر شریعت الٰہی کا اتباع انسانی زندگی کی ایک ناگزیر ضرورت بن جاتا ہے کیونکہ صرف اسی طرح انسان اور کائنات میں توافق اور ہم آہنگی پیدا ہو سکتی ہے۔ صرف یہی نہیں بلکہ واقعہ یہ ہے کہ انسان کی طبعی زندگی میں کارفرما طبیعی قوانین اور اس کی ارادی زندگی کے اخلاقی قوانین میں بھی ہم آہنگی شریعت الٰہی کے اتباع ہی سے ابھر سکتی ہے۔ صرف اسی طریقہ سے ''اندر'' اور ''باہر'' کے انسان کو وحدت اور یگانگی سے ہم کنار کیا جا سکتا ہے۔ انسان کائنات کے تمام قوانین اور اس میں کارفرما مرکزی نظام کے ادراک سے عاجز اور قاصر ہے۔ کائناتی قوانین کا ادراک فہم تو بڑی بات ہے' وہ تو اس قانون کو بھی نہیں سمجھ پاتا جس کے ضابطے میں اس کی ذات جکڑی ہوئی ہے' اور جس سے سرمو انحراف بھی اس کے لئے ناممکن ہے۔ یہی وہ عجز و درماندگی ہے جس کی وجہ سے انسان اس بات پر قادر نہیں کہ وہ اپنی زندگی کے لئے کوئی ایسی شریعت وضع کر سکے جس کی تنفیذ سے حیات انسانی اور حرکت کائنات کے مابین ہمہ گیر توافق تو کجا خود اس کی اپنی فطرت خفی اور حیات ظاہری کے درمیان ہی ہم آہنگی قائم ہو سکے۔ یہ قدرت صرف اسی ذات کو حاصل ہے جو کائنات کی صانع ہے اور انسان کی خالق بھی' جو کائنات کی تدبیر و انتظام بھی کرتی ہے اور انسانی معاملات کی مدبر و منتظم بھی ہے۔ اور سب کو اسی ایک مرکزی قانون میں جکڑے ہوئے ہے جسے اس نے خود منتخب و پسند فرمایا ہے۔

پس یہی وہ حقیقت ہے جو شریعت کے اتباع کو لازم اور ناگزیر بنا دیتی ہے تاکہ کائنات کے ساتھ مکمل موافقت پیدا ہو سکے۔ اس کا اتباع اتنا ہی لازم و ناگزیر ہے جتنا اعتقادی اور نظری طور پر اسلام کا قیام۔ کسی فرد یا جماعت کی زندگی اس وقت تک اسلام کے رنگ سے خالی رہے گی جب تک بندگی کو صرف اللہ تعالیٰ کے لئے مخصوص نہ کیا جائے گا' اور بندگی کو بجا لانے کا وہ طریقہ نہ اپنایا جائے گا جو رسول اللہ ﷺ نے انسانوں کو سکھایا ہے۔ بالفاظ دیگر جب تک اسلام کے رکن اول کے دونوں اجزاء لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کا عملی زندگی میں ظہور نہ ہوگا' زندگی خواہ وہ انفرادی ہو یا اجتماعی' نور اسلام سے بے بہرہ ہوگی''۔

(سید قطب شہید کی کتاب ''معالم فی الطریق'' کے اردو ترجمہ ''جادہ و منزل'' سے ایک اقتباس)

بسم الله الرحمن الرحيم



ڈاکٹر اسرار احمد

## سورۃ البقرۃ (۲۳)

﴿اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى ص فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُهُمْ وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ ۝ مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِى اسْتَوْقَدَ نَارًا ج فَلَمَّآ اَضَآءَتْ مَا حَوْلَهٗ ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُوْرِهِمْ وَ تَرَكَهُمْ فِىْ ظُلُمٰتٍ لَّا يُبْصِرُوْنَ ۝ صُمٌّ بُكْمٌ عُمْىٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ۝﴾ (آیات ۱۶ تا ۱۸)

"یہ وہی ہیں جنہوں نے مول لی گمراہی ہدایت کے بدلے، سو نافع نہ ہوئی ان کی سوداگری، اور نہ ہوئے راہ پانے والے۔ ان کی مثال اس شخص کی سی ہے جس نے آگ جلائی' پھر جب روشن کر دیا آگ نے اس کے آس پاس کو تو زائل کر دی اللہ نے ان کی روشنی اور چھوڑا ان کو اندھیروں میں کہ کچھ نہیں دیکھتے۔ بہرے ہیں' گونگے ہیں' اندھے ہیں سو وہ نہیں لوٹیں گے۔"

پہلی آیت میں ایمان قبول نہ کرنے والوں کی حقیقت بیان کی گئی ہے کہ یہ ایسے لوگ ہیں جنہوں نے صحیح راستے کو چھوڑ کر گمراہی پر چلنا منظور کیا۔ یہود کا معاملہ تو بالخصوص یہ تھا کہ حضور اکرم ﷺ کی مدینہ آمد کے بعد گویا ہدایت خود چل کر ان کے پاس آ گئی تھی لیکن انہوں نے اپنی بدبختی کی وجہ سے ہدایت کے بجائے ضلالت اور گمراہی کو اختیار کیا۔ ان کے اس فیصلے کو تجارت سے تشبیہ دے کر یہ بتایا گیا ہے کہ یہ ان کے لئے نافع ثابت نہیں ہوئی بلکہ یہ سراسر گھاٹے کا سودا رہا۔ عربی میں "ر ب ح" اس جائز نفع کے معنی دیتا ہے جو تجارت یا کاروبار سے حاصل ہوتا ہے' جب کہ "ر ب و" سود کے لئے استعمال ہوتا ہے جسے اسلام نے حرام قرار دیا ہے۔ یہاں اسی تجارتی منافع کے حوالے سے کہا گیا ہے کہ وہ اس سے محروم رہے' یعنی ہدایت سے محرومی قبول کر کے گمراہی کو اختیار کرنے کا فیصلہ ان کے لئے سراسر نقصان اور خسارے ہی کا موجب بنا اور وہ ہدایت پانے والوں میں سے نہ ہوئے۔

اب تک کی آیات میں دو طرح کے کافروں کا تذکرہ ہو چکا ہے۔ ایک تو وہ لوگ تھے جنہوں نے اسلام کا کھلم کھلا انکار کیا اور خم ٹھونک کر مقابلے کے لئے سامنے آ گئے۔ ان کی مخالفت واضح اور بالکل عیاں تھی۔ دوسرا وہ گروہ تھا جو حقیقتاً تو کفر پر قائم تھا لیکن مصلحتاً مسلمان ہونے کا مدعی تھا۔ اس قبیل کے افراد نے اسلام کا محض لبادہ اوڑھ رکھا تھا۔ اگلی چند آیات میں کافروں کی ان دونوں اقسام کے حالات اور ان کی کیفیات کو واضح کرنے کے لئے دو تمثیلیں بیان کی گئی ہیں۔

آیت ۱۷ میں پہلی قسم کے لوگوں کے لئے مثال دی گئی ہے کہ جیسے ایک اندھیری شب میں کچھ لوگ راستہ بھول گئے ہوں اور شدید تاریکی کے باعث کچھ سجھائی نہ دیتا ہو۔ ایسے میں کوئی شخص ہمت سے کام لے کر کچھ لکڑیاں جمع کر کے آگ لگاتا ہے' جس سے ماحول روشن ہو جاتا ہے' لیکن اردگرد روشنی ہو جانے کے بعد کوئی ایسا حادثہ ہوتا ہے کہ جس کے نتیجے میں ان لوگوں کی بینائی جاتی رہتی ہے۔ لہٰذا وہ روشنی ہونے کے باوجود اسی اندھیرے میں بھٹکتے پھرتے ہیں۔ حضور اکرم ﷺ کی بعثت سے پہلے ہر طرف تاریکی تھی اور ہدایت کا کوئی نشان نہ تھا۔ گویا لوگوں کے پاس بصارت تو تھی لیکن وہ بصیرت سے محروم تھے اور ماحول میں پھیلی ہوئی تاریکی کے سبب انہیں کچھ سجھائی نہ دیتا تھا۔ حضور ﷺ تشریف لائے تو نورِ ہدایت سے پورا ماحول منور ہو گیا لیکن بعض لوگ اپنے حسد' تکبر اور ضد کے باعث بینائی سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ لہٰذا وہ اپنے اردگرد کی روشنی سے کوئی فائدہ نہ اٹھا سکے اور تاریکی ہی میں بھٹکتے رہے۔

آخری آیت میں یہ فیصلہ دے دیا گیا ہے کہ اس قسم کے لوگ کبھی بھی حق کی طرف نہیں لوٹ سکتے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی ہے اور انہیں باطنی طور پر سماعت' گویائی اور بصارت کی قوتوں سے محروم کر دیا ہے۔



چوہدری رحمت اللہ بٹر

## قیامت کی علامات

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اتُّخِذَ الْفَیْءُ دُوَلًا وَّالْاَمَانَةُ مَغْنَمًا وَّالزَّكٰوةُ مَغْرَمًا وَّتُعُلِّمَ لِغَیْرِ الدِّیْنِ وَاَطَاعَ الرَّجُلُ امْرَاَتَهٗ وَعَقَّ اُمَّهٗ وَاَدْنٰی صَدِیْقَهٗ وَاَقْصٰی اَبَاهُ وَظَهَرَتِ الْاَصْوَاتُ فِی الْمَسْجِدِ وَسَادَ الْقَبِیْلَةَ فَاسِقُهُمْ وَكَانَ زَعِیْمُ الْقَوْمِ اَرْذَلَهُمْ وَاُكْرِمَ الرَّجُلُ مَخَافَةَ شَرِّهٖ وَظَهَرَتِ الْقَیْنَاتُ وَالْمَعَازِفُ وَشُرِبَتِ الْخُمُوْرُ وَلَعَنَ اٰخِرُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اَوَّلَهَا فَلْیَرْتَقِبُوْا عِنْدَ ذٰلِكَ رِیْحًا حَمْرَاءَ وَزَلْزَلَةً وَّخَسْفًا وَّمَسْخًا وَّقَذْفًا وَّاٰیَاتٍ تَتَابَعُ كَنِظَامٍ بَالٍ قُطِعَ سِلْكُهٗ فَتَتَابَعَ

[رواہ الترمذی]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب مالِ غنیمت اور مالِ فے کو ذاتی دولت سمجھا جائے گا' امانت مالِ غنیمت بن جائے گی' زکوٰۃ کو تاوان سمجھا جائے گا' علم کا حصول دین کے علاوہ دیگر مقاصد کے لئے ہو گا' انسان اپنی بیوی کا مطیع اور ماں کا نافرمان ہو گا' دوست کو قریب کرے گا اور باپ کو دور رکھے گا' مساجد میں آوازیں بلند ہوں گی' قبیلے کی سرداری فاسقوں کے ہاتھ میں آ جائے گی' ذلیل لوگ قوم کے سردار بن جائیں گے اور کسی شخص کی تعظیم کی جائے گی اس کے شر سے ڈر کر اور جب گانے والی لڑکیاں اور گانے بجانے کا سامان ظاہر ہو گا' شراب پی جائے گی اور اس امت کے بعد میں آنے والے پہلوں پر لعن طعن کریں گے تو اس وقت سرخ ہوا' زلزلے' زمین کے دھنسنے' چہروں کے مسخ ہونے' پتھروں کی بارش اور کئی دوسری نشانیوں کے پے بہ پے ظاہر ہونے کا انتظار کرنا جس طرح ہار کا پرانا دھاگہ ٹوٹنے کی وجہ سے موتی سلسلہ وار جھڑ پڑتے ہیں۔"

اس باب میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی اسی مضمون کی حدیث مروی ہے۔

جن خرابیوں کا اس حدیث مبارکہ میں ذکر ہے وہ سب یکے بعد دیگرے ظاہر ہو چکی ہیں اور خاص طور پر سب سے آخر میں آنے والی بات کہ بعد میں آنے والے پہلوں پر طعن کریں گے تو یہ نشانی تو خاص اس زمانے میں نمایاں ہو کر آئی ہے کہ نئے نئے فرقے ایسے پیدا ہو رہے ہیں جو تمام سلف سے اپنا تعلق کاٹ رہے ہیں اور اسی پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ ان کو مطعون کر رہے ہیں اور رسول اللہ ﷺ کی پیروی سے یا تو بالکل انکار کر رہے ہیں یا پھر تمام پہلوؤں کو نظر انداز کرتے ہوئے خود کو ان کا اصل پیروکار قرار دے رہے ہیں بھی پہلوں ہی پر ایک طرح کا طعن ہی ہے۔

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تحریک خلافت پاکستان کا نقیب

ہفت روزہ
# ندائے خلافت
لاہور

جلد 10 شمارہ 25
12 تا 18 جولائی 2001ء
(۱۹ تا ۲۵ ربیع الثانی ۱۴۲۲ھ)

بانی : اقتدار احمد مرحوم
مدیر : حافظ عاکف سعید
نائب مدیر: فرقان دانش خان

معاونین: مرزا ایوب بیگ ' سردار اعوان
محمد یونس جنجوعہ
نگران طباعت : شیخ رحیم الدین

پبلشر: اسعد احمد مختار ' طابع: رشید احمد چوہدری
مطبع: مکتبہ جدید پریس' ریلوے روڈ' لاہور
مقام اشاعت: 36۔ کے ماڈل ٹاؤن لاہور
فون: 03-5869501 فیکس: 5834000
E-Mail:anjuman@tanzeem.org
Website:www.tanzeem.org

قیمت فی شمارہ : 5 روپے
زر تعاون (اندرون پاکستان) :
سالانہ 225 روپے' ششماہی 120 روپے
سالانہ زر تعاون (بیرون پاکستان):
☆ ایران' ترکی' اومان' مسقط' عراق' الجزائر' مصر
700 روپے (12 امریکی ڈالر)
☆ سعودی عرب' کویت' بحرین' قطر' امارات' بھارت' بنگلہ دیش' افریقہ' ایشیا' جاپان' یورپ
900 روپے (15 امریکی ڈالر)
☆ امریکہ' کینیڈا' آسٹریلیا' نیوزی لینڈ
1400 روپے (25 امریکی ڈالر)

اداریہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حافظ عاکف سعید

## کشمیر کا مسئلہ

صدر پاکستان جنرل پرویز مشرف کے طے شدہ دورۂ بھارت کے حوالے سے کاؤنٹ ڈاؤن شروع ہو چکا ہے۔ مشرف واجپائی مذاکرات کیلئے بھارت کے دارالحکومت دہلی کا انتخاب نہیں کیا گیا بلکہ اس بار قرعہ فال آگرہ کے نام نکلا ہے چنانچہ دنیا بھر کے مبصرین کی نگاہیں تاج محل کے حوالے سے شہرت پانے والے بھارت کے تاریخی شہر آگرہ پر مرکوز ہیں۔ اس سربراہی ملاقات و مذاکرات کو غیر معمولی اہمیت اس لئے دی جارہی ہے کہ توقع ہے کہ ان مذاکرات کا اہم ترین ایجنڈا مسئلہ کشمیر ہوگا جو گزشتہ ۵۴ برسوں سے اس خطے میں قیام امن کی راہ کی سب سے بڑی رکاوٹ اور پاک بھارت تعلقات میں شدید نوعیت کی کشیدگی کا باعث بنا ہوا ہے۔ بھارت اور پاکستان کے ایٹمی قوت بن جانے کے بعد پوری دنیا خائف ہے کہ کہیں یہ کشیدگی بڑھ کر ایٹمی جنگ کی صورت اختیار نہ کرلے جو انسانیت کیلئے انتہائی مہلک اور تباہ کن ثابت ہوگی۔

مسئلہ کشمیر کی حساسیت کا اندازہ اس امر سے کیا جا سکتا ہے کہ پاکستان اسے اپنی شہ رگ قرار دیتا ہے جبکہ بھارت جس نے کشمیر کے ایک بڑے رقبے پر غاصبانہ قبضہ کر رکھا ہے۔ اسے اپنا ''اٹوٹ انگ'' گردانتا ہے۔ چنانچہ دونوں ملکوں کے عوام بھی اس حوالے سے شدید جذبات و احساسات رکھتے ہیں اور مفاہمت کے مقابلے میں کسی آخری فیصلہ کن مرحلے کو زیادہ قابل ترجیح سمجھتے ہیں' تاہم دونوں ملکوں کے سوچنے سمجھنے والے طبقات میں کہ جو معاملات پر جذباتی انداز میں نہیں حقیقت پسندانہ انداز میں غور کرنے کے عادی ہوتے ہیں' یہ شعور بڑھ رہا ہے کہ اس تنازے کو باہم افہام و تفہیم کے ذریعے سلجھانے کی کوشش کی جائے اور ''کچھ لو اور کچھ دو'' کے اصول پر معاملات طے کرلئے جائیں۔ ہمارے لئے سوچنے کی بات یہ بھی ہے کہ ہم خواہ لاکھ واویلا کریں کہ بھارت مسئلہ کشمیر کے ضمن میں یو این کی قراردادوں کو پامال کرنے میں تمام حدود پھلانگ چکا ہے اور شدید ڈھٹائی اور ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کر رہا ہے' امر واقعہ یہ ہے کہ اس سب کے باوجود بھارت آج امریکہ اور یو این او کا منظور نظر اور چہیتا ملک ہے اور سلامتی کونسل میں اس کی شمولیت کیلئے راہ ہموار کی جارہی ہے جبکہ ہم تین میں ہیں نہ تیرہ میں۔ عالمی طاقتوں کا تمام نزلہ پاکستان پر ہی گرتا ہے اور ہمارے اندر بھی دین سے غداری اور بے وفائی کے باعث آج اتنا دم نہیں ہے کہ ہم اپنی شہ رگ کو دشمن کے شکنجے سے چھڑانے کی خاطر کھل کر بھارت کو چیلنج کرسکیں۔

داعی تحریک خلافت پاکستان اور امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے آج سے چھ سال قبل ایک پریس کانفرنس کے ذریعے مسئلہ کشمیر کا ایک قابل عمل حل پیش کیا تھا اور حال ہی میں پھر اسی موضوع پر ایک پریس کانفرنس میں اپنا موقف وضاحت کے ساتھ پیش فرمایا ہے۔ زیر نظر شمارے میں اس کی تفصیلات شامل کردی گئی ہیں۔ محترم ڈاکٹر صاحب نے آج سے ڈیڑھ سال قبل بھی ایک خاص حوالے سے اس موضوع پر اظہار خیال فرمایا تھا جس کی رپورٹنگ ''ندائے خلافت'' کی فروری ۲۰۰۰ء کی اشاعت میں ہوئی تھی جسے سطور ذیل میں ہدیہ قارئین کیا جارہا ہے کہ اس کے ذریعے نہ صرف یہ کہ محترم ڈاکٹر صاحب کے موقف کی عکاسی نہایت عمدگی اور جامعیت کے ساتھ ہوتی ہے بلکہ ڈاکٹر صاحب کے موقف میں تسلسل کی بھی گواہی ملتی ہے:

''حال ہی میں امریکہ کی ہارورڈ یونیورسٹی کے ایک تھنک ٹینک نے' مسئلہ کشمیر کے حل کے ضمن میں ایک تجویز دی ہے جس میں کہا گیا ہے کہ جموں اور لداخ کا علاقہ ہندوستان کو دے دیا جائے جبکہ آزاد کشمیر کو پاکستان کے پاس رہنے دیا جائے اور وادی کشمیر کو آزاد ریاست کا درجہ دے دیا جائے۔ البتہ میری رائے میں اس تجویز کا آدھا حصہ قابل عمل ہے اور آدھا حصہ غلط ہے۔ اس فارمولے میں خامی یہ ہے کہ وادی کو اگر امریکہ اور یو این او کے رحم و کرم پر آزادی دے دی گئی تو اندیشہ ہے کہ ہارٹ آف ایشیا میں ایک نیا اسرائیل قائم ہو جائے گا۔ اگرچہ اس سے پہلے امریکہ کی سکیم یہ تھی کہ پاکستان' ہندوستان اور چین سے کشمیر کے سارے علاقے واپس لے کر یہاں ایک آزاد ریاست کی صورت میں امریکہ اڈہ قائم کیا جائے۔ لیکن اللہ کا کرم ہوا اور بعض اطلاعات کے مطابق آئی ایس آئی نے امریکہ کی یہ سکیم ناکام بنادی ہے۔ موجودہ صورت حال میں اس کا درست حل یہ ہے کہ مسئلہ کشمیر کو تقسیم ہند کے نامکمل ایجنڈے کے طور پر حل کرتے ہوئے بھارت سے ملحقہ ہندو اکثریتی علاقوں یعنی جموں اور لداخ کو بھارت میں ضم کردیا جائے اور اسی فارمولے کے تحت موجودہ آزاد کشمیر کو وادی سمیت پاکستان قرار دے دیا جائے۔

تاہم مناسب ہوگا کہ اس سارے عمل میں یو این او یا امریکہ کی ثالثی قبول نہ کی جائے بلکہ بھارت اور پاکستان دونوں باہمی مفاہمت سے یا پھر چین اور ایران کو ثالث مان کر اس مسئلے کو حل کریں تاکہ کوئی بیرونی طاقت اس صورت حال سے فائدہ اٹھا کر کشمیر میں قدم نہ جمانے پائے۔ دراصل بھارت کی کسی بھی حکومت کے لئے یہ ممکن نہیں ہے کہ وہ کشمیر کے بارے میں اپنی عوام کے جذبات کے برعکس کوئی فیصلہ کرسکے لہٰذا یہ معاملہ تبھی حل ہوسکتا ہے جب بھارت اور پاکستان میں موجودہ تناؤ ختم ہو اور افہام و تفہیم کی فضا پیدا ہو۔ اس مسئلے کے حل کی ایک کمتر صورت یہ بھی ہوسکتی ہے جسے بھارتی عوام اور حکومت افہام و تفہیم کے بعد قبول کرنے پر تیار ہوسکتے ہیں یعنی جموں اور لداخ بھارت میں ضم ہو جائیں اور موجودہ آزاد کشمیر مستقلاً پاکستان کا حصہ بن جائے اور صرف وادی کی حد تک استصواب کرالیا جائے کہ وہ بھارت کے ساتھ ضم ہونا چاہتے ہیں یا پاکستان کے ساتھ۔ اور اگر وادی کے لوگ تھرڈ آپشن کے حق میں فیصلہ دیں تو صرف وادی کو اس شرط پر آزاد ریاست کا درجہ دے دیا جائے کہ اس علاقے کو کسی بیرونی طاقت کا اڈا نہیں بننے دیا جائے گا''۔

# شعوری ایمان کا لازمی نتیجہ ’’شدید محبت الٰہی‘‘ اور ’’دوام ذکر‘‘ ہے

## فطرتِ سلیمہ اور عقل سلیم کی روشنی میں انسان ایمان بالاخرۃ تک رسائی حاصل کر لیتا ہے

## احکام الٰہیہ پر خلوص سے مسلسل عمل کے باعث موروثی یا تقلیدی ایمان بھی شعوری ایمان میں تبدیل ہو جاتا ہے

**مسجد دارالسلام باغ جناح لاہور میں امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کے 6 جولائی کے خطاب جمعہ کی تلخیص**

ایمان کے کئی درجے ہیں۔ ایک ہے قانونی ایمان جس کا تعلق اقرار باللسان سے ہے۔ قانونی ایمان کے لئے ’’شہادت‘‘ اور ’’اسلام‘‘ کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ اس سے مراد ہے کہ کوئی شخص اگر اللہ کی وحدانیت اور حضرت محمد ﷺ کی رسالت کی گواہی دے اور اسلام کا دعویٰ کرے یعنی اللہ اور رسول ﷺ کے احکامات کے آگے سر تسلیم خم کر دے تو اسے مسلمان تسلیم کیا جائے گا اور دنیا میں اسے مسلمانوں کے تمام قانونی حقوق حاصل ہوں گے‘ بشرطیکہ وہ کوئی ایسا عقیدہ نہ رکھتا ہو جو اسلام کے بنیادی عقائد سے متصادم ہو۔

دوسرا ہے حقیقی ایمان یعنی تصدیق قلبی والا ایمان۔ آخرت میں جزا و سزا اور نجات کا دارومدار اس پر ہوگا۔ اسی طرح ایک تقلیدی ایمان بھی ہوتا ہے۔ اس میں ایک شکل موروثی ایمان کی ہے۔ تقلیدی ایمان یہ ہے کہ پورا قبیلہ ایمان لایا تو قبیلہ کا ہر آدمی ایمان لے آیا۔ اسی طرح مسلمان کے گھر میں پیدا ہونے والے کو موروثی مسلمان کہا جاتا ہے۔ موروثی یا تقلیدی ایمان بھی احکام خداوندی پر مسلسل خلوص کے ساتھ عمل کرنے سے حقیقی ایمان میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ حقیقی ایمان کا ایک درجہ اہل ایمان کی صحبت سے بھی حاصل ہوتا ہے۔ ایمان کے ان درجات کو غیر شعوری ایمان کہہ سکتے ہیں۔ البتہ ایک ایمان شعوری ہوتا ہے۔ یہ اکتسابی و شعوری ایمان کسی کو حاصل ہو تو اس کی سوچ ایمانی حقائق سے ہم آہنگ ہو جاتی ہے اور یہ بہت اونچا مقام ہے۔ حقیقی یا شعوری ایمان صرف قرآن میں غوطہ زن ہونے سے حاصل ہو سکتا ہے۔ اور یہ راستہ ہم میں سے ہر شخص کے لئے کھلا ہے۔

ایمانیات کے ضمن میں چند اور باتیں بھی ذہن میں تازہ کر لیجئے‘ سب سے پہلے تو یہ کہ ایمان باللہ اصل ایمان ہے باقی ایمانیات اسی کے مظاہر ہیں۔ دوسرے یہ کہ ایمان باللہ کے لئے کوئی حتمی سائنسی یا منطقی دلیل نہیں دی جا سکتی۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ایمان باللہ انسان کی فطرت میں پنہاں ہے۔ قرآن کا اسلوب یہ ہے کہ وہ آیات انفسی‘ آیات آفاقیہ اور آیات قرآنیہ کے ذریعے فطرت انسانی میں پنہاں معرفت الٰہیہ کو اجاگر کرتا ہے۔ جب کسی انسان کو اس راستے سے ایمان باللہ حاصل ہوتا ہے تو اس کا طرز عمل یہ ہوتا ہے کہ اللہ کی ذات اس کے نزدیک محبوب ترین ہستی بن جاتی ہے۔ لیکن جو لوگ اللہ کی معرفت کے اس درجے کو نہیں پہنچ پاتے وہ اپنی اس فطری پیاس سے مجبور ہو کر کسی اور ہستی یا نظریئے کو معبود کا درجہ دے بیٹھتے ہیں ایسے لوگ دو گروہوں میں تقسیم ہو جاتے ہیں۔ ایک وہ جو ذرا ذہین ہوتے ہیں وہ کوئی نظریہ یا اپنی ہی شخصیت کا بت بنا کر لوگوں کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ جب کہ دوسری قسم کے لوگ ان نظریات اور شخصیات کا اتباع کرنے والے ہوتے ہیں۔ سورۃ البقرہ کے بیسویں رکوع کی آیت ۱۶۶‘ ۱۶۷ میں ارشاد فرمایا گیا ہے کہ یہ لیڈر بروز قیامت اپنے متبعین سے بیزاری کا اظہار کریں گے تو ان کے پیروکار یہ خواہش کریں گے کہ کاش ہمیں پھر دنیا میں جانا نصیب ہوتا تو ہم بھی ان سے اسی طرح لاتعلقی ظاہر کرتے جس طرح یہ آج ہم سے بیزار ہو رہے ہیں۔

**حالیہ بلدیاتی انتخابات کے نتیجے میں**
**محسوس ہوتا ہے کہ ملکی سطح پر سیاسی**
**نظام میں بہتری کی کوئی امید نہیں**

اس شعوری و اکتسابی ایمان کے حصول کے ضمن میں جس کا اوپر تذکرہ ہوا‘ سورۂ آل عمران کے بیسویں رکوع کے ابتدا میں وہی بات ارشاد فرمائی گئی ہے جو سورۂ البقرہ کے بیسویں رکوع کی پہلی آیت میں ہے‘ یعنی عقل مند اور ہوش مند لوگ کائنات میں پھیلی ہوئی نشانیوں پر غور و فکر کر کے اللہ تک رسائی حاصل کر لیتے ہیں:

’’بے شک آسمان اور زمین کی تخلیق میں اور رات اور دن کے آنے جانے میں اولوالالباب (عقل مندوں) کے لئے نشانیاں ہیں۔‘‘ (آل عمران:۹۰)

الوالالباب وہ لوگ ہیں جن کی فطرت اور عقل سلیم ہے۔ جب وہ اپنی فطرت سلیمہ اور عقل صحیح کی روشنی میں غور و فکر کرتے ہیں تو اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ اس کائنات کو پیدا کرنے والا ایک اللہ ہے‘ وہی ہمارا خالق و مالک بھی ہے اور رازق و مشکل کشا بھی۔ اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اللہ انہیں کائنات کی ہر شے سے زیادہ محبوب ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ سورۃ البقرہ کی آیت ۱۶۵ میں مذکور ہے۔ اس کے بعد ان کے طرز عمل کا اگلی آیت میں ذکر ہے:

’’وہ جو اللہ کو کھڑے‘ بیٹھے اور کروٹ پر لیٹے یاد (ذکر) کرتے ہیں اور آسمان اور زمین کی پیدائش میں (مزید) غور و فکر کرتے ہیں (تو اس نتیجے پر پہنچتے ہیں) کہ اے اللہ تو نے یہ سب بے فائدہ نہیں بنایا‘ تو سب عیبوں سے پاک ہے‘ سو ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا‘‘۔

(آل عمران:۱۹۱)

یعنی اپنی عقل سلیم کے نتیجے میں جو لوگ اللہ کو پہچان لیتے ہیں اور جنہیں کائنات کی ہر شے سے زیادہ محبت اللہ کی ذات سے ہو جاتی ہے وہ کھڑے لیٹے اور بیٹھے ہر حال میں اللہ کو یاد کرتے ہیں۔ اسی کا نام دوام ذکر یا ذکر کثیر ہے۔ گویا ایمان باللہ کا پہلا نتیجہ ہے ’’محبت الٰہی‘‘ اور دوسرا نتیجہ ہے ’’دوامِ ذکر‘‘!

اس کے بعد وہ اللہ اور اس کی کائنات کے بارے میں مزید غور و فکر کرتے ہیں تو ایمان بالآخرہ تک ان کی رسائی ہو جاتی ہے۔ اس آیہ مبارکہ میں ذکر و فکر اکٹھے استعمال ہوئے ہیں۔ فکر کا مطلب ہے دو معلوم حقیقتوں سے کسی تیسری حقیقت تک رسائی حاصل کرنا‘ یعنی نتیجہ اخذ کرنا اس کا تعلق ذہن سے ہے۔ جبکہ ذکر کا مطلب ہے ’’استحضار اللہ فی القلب‘‘ یعنی دل میں اللہ کو یاد رکھنا گویا اس کا تعلق قلب سے ہے۔ جیسے گاڑی دو پہیوں سے چلتی ہے اسی طرح ذکر و فکر

لازم وملزوم ہیں' لیکن ہمارے معاشرے میں ان دونوں میں جدائی ہوگئی۔ جو اہلِ ذکر ہیں وہ فکر سے بالعموم خالی ہیں' جبکہ مفکرین کا معاملہ یہ ہے کہ وہ ذکر سے دور ہیں۔ فکر اگر ذکر سے خالی ہو تو وہ گمراہی کا ذریعہ بن سکتا ہے۔ اسی طرح جو ذکر بغیر فکر کے ہوگا وہ Productive نہیں ہو سکتا۔ ایسے ذکر مثلاً نماز' تلاوت وتسبیحات کا اجر وثواب تو مل جائے گا لیکن اس سے دنیا میں کوئی انقلاب برپا نہیں ہوگا۔

مولانا روم نے اس بات کو بڑے خوبصورت انداز میں اشعار کا جامہ پہنایا ہے ؎

این قدر گفتیم باقی فکر کن
فکر اگر جامد بود رو ذکر کن
ذکر آرد فکر را در اہتزاز
ذکر را خورشید این افسردہ ساز

"دیکھو ہم نے تمہیں کافی باتیں بتادیں اب جاؤ اور مزید غور وفکر کرو اور اگر تمہارا فکر جامد ہوجائے تو پھر ذکر شروع کردو۔ ذکر سے فکرِ انسانی میں جنبش اور حرکت

**صدارتی نظام فی الاصل ایک معقول نظام ہے لیکن اسے فوجی آمروں نے بدنام کیا**

پیدا ہوجاتی ہے جیسے سورج کے نکلنے سے دنیا میں رونق پیدا ہوتی ہے اسی طرح ذکر سے فکر کی دنیا میں ہلچل اور رونق پیدا ہوجاتی ہے"۔

یعنی فکر کی گاڑی کو آگے بڑھانے والی چیز ذکر ہے۔ اسی کو اقبال نے پرشکوہ انداز میں بیان کیا ؎

جز بہ قرآں ضیغمی روباہی است
فقر قرآں اصل شہنشاہی است
فقر قرآں اختلاطِ ذکر و فکر
فکر را کامل نہ دیدم جز بہ ذکر

"اگر تم قرآن مجید سے محروم ہو تو شیر ہو کر بھی لومڑی ہو۔ فقرِ قرآن یعنی سلوکِ قرآنی ہی اصل بادشاہی ہے۔ سلوکِ قرآنی اصل میں ذکر وفکر کے اختلاط کا نام ہے۔ میں نے کسی فکر کو ذکر کے بغیر کمال کے مقام پر پہنچتے نہیں دیکھا"۔

ایمان باللہ سے ایمان بالآخرۃ تک کے جس سفر کا اس آیہ مبارکہ میں ذکر ہوا' اس کے بعض مراحل کو یہاں حذف کر دیا گیا ہے۔ اس کی تفصیل کچھ یوں ہے کہ انسان کی فطرت میں نیکی اور بدی کا شعور موجود ہے۔ یہ ایک آفاقی حقیقت ہے' جسے جھٹلایا نہیں جاسکتا۔ دوسری طرف عقل کا فیصلہ یہ ہے کہ یہاں گھاس کا تنکا بھی بیکار پیدا نہیں ہوتا۔ چنانچہ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ میری فطرت میں جو نیکی اور بدی کا شعور ہے وہ اگر بیکار اور بے مقصد نہیں ہے تو اس کے مطابق دنیا میں نتیجہ کیوں نہیں نکلتا؟ ہمارا مشاہدہ ہے کہ خیر کے داعیان پر دنیا میں فاقے آتے ہیں' جبکہ بدی کے پرستار عیش کرتے ہیں۔ اگر ہر شے نتیجہ خیز ہے تو ہونا یہ چاہئے کہ نیک لوگوں کو ان کی نیکی کا اجر اور بدکاروں کو یہاں سزا ملے۔ اگر بالفرض کسی کو سزا ملتی ہے مثلاً سو افراد کے قاتل کو اگر سزا مل بھی جائے تو زیادہ سے زیادہ اسے پھانسی دے دی جائے گی لیکن کیا یہ اس کے اس سنگین جرم کے برابر سزا ہے۔ لہٰذا غور وفکر کا نتیجہ نکلتا ہے کہ ایک دوسری زندگی ہونی چاہئے جہاں ہر ایک کو اس کے عمل کا پورا پورا بدلہ ملے۔

اس مقام پر بدیہاتِ فطرت اور عقلِ سلیم میں ہم آہنگی پیدا ہوتی ہے کہ فطرت میں موجود بدی اور خیر کے شعور کا نتیجہ آخرت کی زندگی میں نکلنا چاہئے۔ یوں سلامتی فطرت اور سلامتیٔ عقل کا نتیجہ ایمان بالآخرۃ کی صورت میں نکلتا ہے۔ لہٰذا ایسے لوگ اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہیں:

"اے رب ہمارے جسے تو نے جہنم میں داخل کیا پس تو نے اسے رسوا کردیا۔ اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔"

(آل عمران: ۱۹۲)

دعا ہے کہ اللہ ہمیں اس انجام بد سے بچائے (آمین)

**حالاتِ حاضرہ:**

صدر و چیف ایگزیکٹو پرویز مشرف کے مجوزہ دورۂ بھارت کے حوالے سے بھارتی حکمرانوں کا مشکوک اور متضاد رویہ ناقابل فہم ہے۔ ایک طرف تو خیر سگالی کے جذبات کے ساتھ بہت سے مثبت اقدامات کئے جا رہے ہیں اور استقبال کی غیر معمولی تیاریاں ہو رہی ہیں لیکن دوسری طرف "کشمیر بھارت کا اٹوٹ انگ" کی صدائیں بھی وقفے وقفے سے بلند کی جارہی ہیں۔ اگر بھارت نے اس موقع پر بھی یہی راگ الاپنا ہے تو مذاکرات کا ڈھونگ کس لئے رچایا جارہا ہے۔ اسی طرح حریت کانفرنس کو مذاکرات میں شامل نہ کرنے کی بھارتی منطق کو اگر درست تسلیم کرلیا جائے تب بھی دورۂ بھارت کے موقع پر حریت کانفرنس کے رہنماؤں کی پرویز مشرف سے ملاقات پر بھارتی حکمرانوں کا اعتراض بلاجواز ہے۔ اگرچہ ایک سربراہی ملاقات میں اس ۵۴ سال سے الجھے ہوئے مسئلہ کے حل کی توقع کرنا خوش فہمی قرار پائے گا تاہم بہت سے قوی شواہد اس بات کی غمازی کر رہے ہیں کہ اس بار مسئلہ کشمیر کے حل کے ضمن میں کچھ نہ کچھ پیش رفت ضرور ہوگی کیونکہ اس مسئلے میں بھارت کا جوش وخروش محض کسی اندرونی جذبے کے باعث نہیں بلکہ بیرونی دنیا بالخصوص امریکہ کے دباؤ کا بھی مرہونِ منت ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے امریکہ چین کا گھیراؤ کرنے کے لئے مسئلہ کشمیر حل کرا کے پاکستان کو اپنے حق میں نیوٹرل کرنا چاہتا ہے۔ بہرحال مسئلہ کشمیر کا حل ہونا بھارت اور پاکستان دونوں ملکوں کے حق میں بہتر ہوگا۔

حالیہ بلدیاتی انتخابات اگرچہ غیر جماعتی بنیادوں پر ہوئے ہیں لیکن مختلف سیاسی جماعتوں کی طرف سے اپنے اپنے امیدواروں کی اکثریت منتخب ہونے کے دعوے جاری ہیں۔ ان انتخابات میں اگرچہ جماعت اسلامی کو بھی مختلف صوبوں میں کسی قدر کامیابی حاصل ہوئی ہے لیکن محسوس ایسا ہوتا ہے کہ سیاسی افق پر کوئی بڑی تبدیلی نمودار نہیں ہوئی بلکہ ماضی کی طرح دونوں بڑی جماعتیں یعنی مسلم لیگ اور پیپلز پارٹی انتخابی میدان میں چھائی ہوئی نظر آ رہی ہیں۔ آزاد کشمیر میں جماعت اسلامی کی ناکامی انتہائی افسوسناک ہے کیونکہ وہاں جماعت اسلامی کے بارے میں عام تاثر یہ تھا کہ اسے نمایاں عوامی حمایت حاصل ہے۔ چنانچہ کشمیر میں بھی یہی دو بڑی جماعتیں نمایاں رہی ہیں۔ گویا بحیثیت مجموعی ملکی سطح پر تاحال سیاسی نظام میں بہتری کا کوئی امکان نظر نہیں آتا۔

**مسئلہ کشمیر پر بھارت کا متضاد رویہ ناقابل فہم ہے**

بین الاقوامی پریس میں آج کل صدارتی نظام لائے جانے کے بارے میں قیاس آرائیاں ہو رہی ہیں۔ ہماری بدقسمتی یہ رہی ہے کہ ہمارے ہاں صدارتی نظام مارشل لاء کے تتمہ کے طور پر آتا ہے ورنہ صدارتی نظام فی الاصل ایک معقول تر اور خلافت راشدہ سے قریب تر نظام ہے۔ اس نظام کو جس طرح ماضی میں فوجی آمروں نے بدنام کیا' اس بار بھی فوجی سیٹ اپ کے ذریعے صدارتی نظام لائے جانے کی کوششیں اس کی شکل بگاڑنے کا موجب ہوں گی۔ صدارتی نظام اگر اپنی اصل روح کے ساتھ نافذ ہوا' اس کے تحت وفاقی نظام میں صوبوں کو زیادہ سے زیادہ اختیارات حاصل ہوں اور موجودہ بلدیاتی اداروں کو امریکہ کے کاؤنٹی سسٹم کی طرح چلایا جائے تو صدارتی نظام ملک وملت کے حق میں بہتر ثابت ہوگا۔

(مرتب: فرقان دانش خان)

**انتقالِ پُرملال**

۷ جولائی ۲۰۰۱ء کو تنظیم اسلامی لاہور (وسطی) کے معتمد صغیر احمد کی والدہ ماجدہ طویل علالت کے بعد انتقال فرماگئیں۔ تمام رفقاء' احباب سے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔ اللھم اغفرلھا و ارحمھا و ادخلھا فی رحمتک و حاسبھا حسابا یسیرا

# مسئلہ کشمیر کو تقسیم ہند کے نامکمل ایجنڈے کے طور پر حل کیا جائے

## نئے عالمی حالات کے پیش نظر کشمیر میں یو این او کے زیر اہتمام ریفرنڈم کے نتائج خوفناک ہو سکتے ہیں

## بھارت کے ساتھ دو طرفہ مذاکرات ہی کے ذریعہ مسئلہ کشمیر کا حل تلاش کیا جانا ضروری ہے

## شملہ معاہدہ کے تحت بھارت سے مذاکرات کئے جائیں' اقوام متحدہ کی قراردادیں مردہ ہو چکی ہیں

## وادی کی خودمختاری کی صورت میں دفاع اور خارجہ امور پر پاک بھارت مشترکہ کنٹرول ہو

## قائداعظم نے ریاستی آزادی کے لئے تھرڈ آپشن کی بات کی تھی

پریس کلب لاہور میں ''مسئلہ کشمیر کا قابل عمل حل'' کے موضوع پر

**10 جولائی شام چار بجے امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کی پریس کانفرنس**

پچھلے دنوں جب چوہدری شجاعت حسین صاحب بیرونی ممالک کے سفر سے واپس آئے تو انہوں نے قوم کو مسئلہ کشمیر کے حل کے ضمن میں تھرڈ آپشن یعنی کلیتاً آزاد خود مختار کشمیر کی تجویز پر بھی غور کرنے کا مشورہ دیا' جس پر پورے ملک سے احتجاجی صدائیں بلند ہوئیں اور بعض حضرات نے الزام لگایا کہ یہ امریکہ کی پرانی تجویز کا اعادہ ہے۔ اس معاملے میں شک کا سبب یہ بھی تھا کہ چوہدری صاحب حال ہی میں امریکہ بھی گئے تھے اور وہاں ان کی بعض اہم اہلکاروں سے ملاقاتیں اور گفتگوئیں بھی ہوئی تھیں۔

چوہدری صاحب کے بیان پر خود مجھے بھی حیرت ہوئی اور میں نے فیصلہ کیا کہ ان سے بالمشافہ ملاقات کر کے ان کے مافی الضمیر کا پتہ لگایا جائے۔ چنانچہ میں نے ان سے ملاقات کا وقت مانگا۔ لیکن وہ اس پر میرا اکرام فرماتے ہوئے خود ہی میرے غریب خانے پر تشریف لے آئے۔ تب تفصیلی گفتگو سے واضح ہوا کہ ان سے اپنی بات کے بیان کرنے میں تسامح ہوا اور نہ ان کی رائے بھی وہی ہے جو میں عرصہ دراز سے پیش کر رہا ہوں۔

میری وہ رائے جس کو دوبارہ بیان کرنے کے لئے میں نے آج آپ حضرات کو زحمت دی ہے' بہت پرانی ہے۔ اور اگرچہ ۱۹۹۵ء سے قبل کی تو کوئی بات ریکارڈ پر موجود نہیں ہے' تاہم ۲۵ر اکتوبر ۹۵ء کو جو تحریری بیان میں نے اسی مقام پر پریس کانفرنس میں دیا تھا وہ ماہنامہ میثاق بابت ماہ نومبر میں شائع ہو گیا تھا — پھر جب اوائل ۲۰۰۰ء میں امریکہ کی ہارورڈ یونیورسٹی کے تھنک ٹینک کی جانب سے تجویز آئی جو میری تجویز ہی کے مماثل تھی تو ۴ر فروری ۲۰۰۰ء کو میں نے اپنے خطاب جمعہ میں اسی بات کو دہرایا جس کی مختصر رپورٹ ہفت روزہ ''ندائے خلافت'' برائے ۱۰ تا ۱۶ر فروری میں شائع ہوئی۔ اس پر ایک پُرزور تائیدی خط بھارتی مسلمانوں کے معروف و مشہور رہنما (انڈین فارن سروس کے ریٹائرڈ ملازم اور سابق ممبر پارلیمنٹ) سید شہاب الدین صاحب کا موصول ہوا' جس پر میں ان کا بہت شکر گزار ہوں۔ اس لئے کہ صرف وادی کشمیر کی حد تک آزادی کا تھرڈ آپشن جن شرائط کے ساتھ میں نے پیش کیا تھا اس کی ایک مثال بھی انہوں نے موجودہ دنیا کے ایک چھوٹے سے ملک اینڈورا (ANDORRA) کے حوالے سے دے دی۔

میرے نزدیک کشمیر کے مسئلے کے ضمن میں نہ صرف یہ کہ یو این او کی قراردادیں مدت ہوئی کہ دفن ہو چکی ہیں بلکہ گزشتہ نصف صدی کے دوران عالمی حالات نے جو رخ اختیار کیا ہے اس کے پیش نظر یو این او کے زیر اہتمام کسی ریفرنڈم سے نہایت خوفناک نتائج برآمد ہو سکتے ہیں۔ اس لئے کہ ایسی صورت میں ہمیں آزاد کشمیر اور گلگت و بلتستان کے علاقے بھی فوجی اعتبار سے خالی کرنے ہوں گے اور پورا یعنی سابق عظیم تر کشمیر یو این او کی تحویل میں چلا جائے گا۔ اور یو این او اب کرۂ ارضی کی سول سپریم پاور امریکہ کے تسلط میں ہے اور امریکہ علامہ اقبال کے قول ع ''فرنگ کی رگِ جاں پنجۂ یہود میں ہے'' کے مصداق صیہونیت (Zionism) کے شکنجے میں جکڑا ہوا ہے' جس کے پیش نظر نیو ورلڈ آرڈر کے عنوان سے پوری دنیا میں یہود کا معاشی اور اقتصادی تسلط قائم کرنا ہے۔ اس ضمن میں ایک موقع پر امریکہ کی نائب وزیر دفاع برائے جنوبی ایشیا رابن رافیل نے صاف صاف بھی کہہ دیا تھا کہ بھارت سے اس کے زیر قبضہ کشمیر اور پاکستان سے آزاد کشمیر اور گلگت و بلتستان اور چین سے لداخ کا وہ علاقہ واپس لے کر جو پاکستان نے چین کو دے دیا تھا' ایک آزاد عظیم تر کشمیر کی ریاست قائم کی جائے گی۔ چنانچہ انہی دنوں بھارت کے وزیر داخلہ نے لوک سبھا کے فلور پر یہ بات بھی صریح الفاظ میں کہی تھی کہ کشمیر کے ضمن میں امریکہ کی اپنی نیت خراب ہے! —

میرے نزدیک اس صورت میں پہلی جنگ عظیم کے بعد جو صورت فلسطین کے معاملہ میں ہوئی تھی' وہی اب کشمیر میں ہو گی' یعنی یہ کہ اس وقت فلسطین کو آنجہانی لیگ آف نیشنز نے برطانوی مینڈیٹ میں دے دیا تھا جس نے وہاں ۱۹۱۷ء میں یہودیوں کی آبادکاری کا دروازہ کھول دیا جس کے نتیجے میں ۱۹۴۸ء میں صیہونی ریاست اسرائیل کو خنجر کی صورت میں عالم عرب کے سینے میں گھونپ دیا گیا تھا۔ اسی طرح اب امریکہ اپنے بے انتہا اسباب و وسائل کو بروئے کار لا کر آزاد عظیم تر کشمیر کو اپنے زیر سایہ لے کر ایشیا

کے قاب میں اپنی ایک اور نوآبادی قائم کرنے میں کامیاب ہو جائے گا!

لہٰذا اس معاملے میں یو این او اور اس کی قراردادوں سے قطع نظر بھارت کے ساتھ دوطرفہ مذاکرات ہی کے ذریعے مسئلہ کا حل تلاش کیا جانا ضروری ہے جس کے ہم معاہدۂ شملہ کی رو سے پابند بھی ہیں!——اور اس ضمن میں جو ایک موقع اس وقت اصلاً من جانب اللہ اور ظاہراً امریکہ کی زیرِ ہدایت پیدا ہوا ہے اس سے بھرپور طور پر فائدہ اٹھانا ضروری ہے۔ مجھے اس رائے سے اتفاق ہے کہ بھارت کی جانب سے مسئلہ کشمیر اور پاکستان کے ساتھ تعلقات کے ضمن میں جو اچانک اور حیرت انگیز تبدیلی پیدا ہوئی ہے اس کے داخلی عوامل میں بھارتی فوج کی تھکاوٹ اور بے بسی کے علاوہ خارجی طور پر امریکہ کی ہدایات شامل ہیں۔ اس لئے کہ امریکہ جس طرح کبھی Containment of Russia کی پالیسی پر عمل پیرا رہا تھا جس کے ضمن میں ہم نے اس کی بیش بہا خدمات انجام دیں اور یقیناً فوری فوائد بھی حاصل کئے——اسی طرح اب امریکہ Containment of China کی پالیسی پر عمل پیرا ہے اور اس کے لئے اس کا نیا اتحادی اور آلہ کار بھارت بن گیا ہے——اور امریکہ کی خواہش ہے کہ بھارت سے پاکستان کو کسی درجہ میں رعایتیں دلوا کر اسے بالآخر بھارت کا طفیلی اور تابع مہمل نہیں تو کم از کم حاشیہ نشین ضرور بنا دیا جائے——اور پاکستان امریکہ چین کشاکش کے ضمن میں امریکہ اور بھارت کا اتحادی نہ سہی غیر جانبداری ضرور اختیار کر لے——میری رائے میں ہمیں اس معاملے میں مستقبل بعید میں کیا ہوگا اور امریکہ اور بھارت کی کون کون سی خواہشات پوری ہوں گی اور کون سی نہ ہوں گی اس سے قطع نظر فوری طور پر اگر بھارت اور پاکستان کے مابین پچاس سالہ تنازعے کے حل کی کوئی قابل قبول صورت نکل سکتی ہو تو اسے حدیث نبوی علیٰ صاحبہ الصلوٰۃ والسلام میں وارد شدہ الفاظ "عضوا علیہ بالنواجذ" یعنی "پکڑ لو اسے اپنی کچلیوں کے ذریعے" کے مصداق لازماً اختیار کر لینی چاہئے۔

افغانستان کے معاملے میں امریکہ کی حکمت عملی کے جو نتائج ماضی قریب میں سامنے آئے ہیں وہ الفاظ قرآنی ﴿اِنَّھُمْ یَکِیْدُوْنَ کَیْدًا وَّاَکِیْدُ کَیْدًا﴾ کے مصداق بہت قابل توجہ ہیں (یعنی "وہ اپنی سی چال چل رہے ہیں اور میں اپنی تدبیر کر رہا ہوں"——سورۃ الطارق)۔ امریکہ نے افغان جہاد کے ذریعے اپنے مدمقابل USSR سے اپنی ویت نام کی شکست کا بدلہ تو چکا لیا اور USSR کو تحلیل بھی کرا لیا——لیکن اس کے ساتھ ساتھ ایک جانب پاکستان کے ایٹمی پروگرام کی طرف سے غض بصر کرنے پر مجبور ہوا

جہاں نما

## "اینڈورا"——جس پر سپین اور فرانس کی مشترکہ حکمرانی ہے

اینڈورا (Andorra) یورپ میں ایک چھوٹا سا پہاڑی علاقہ ہے جس کے جنوب مغرب میں سپین اور شمال مشرق میں فرانس ہے۔ اس علاقہ پر ان دونوں ممالک کی مشترکہ حکمرانی ہے۔ صدر مقام انڈورا لاویلا (Andorra La Vella) ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اسے Charlemagne نے ۸۰۳ء میں مسلمانوں سے آزاد کرایا اور اس کے بیٹے لوئس اول نے یہاں کے باشندوں کو پروانۂ آزادی دیا تھا۔ بعد میں فرانسیسی اور ہسپانوی شہزادوں کے مابین حق ملکیت کے تنازعہ پر تیرھویں صدی عیسوی سے یہ علاقہ دو مالکوں کا باج گزار چلا آرہا تھا۔ یورپ میں جاگیردارانہ نظام حکومت کی یہ آخری نشانی ۱۹۹۳ء تک قائم رہی جس کے بعد ایک آئین کے ذریعہ دہرے مالکان کے اختیارات بہت حد تک کم کر کے وہاں کے عوام پر مشتمل انتظامیہ، مقننہ اور عدلیہ کا قیام عمل میں لایا گیا ہے۔ (انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا سے ماخوذ)

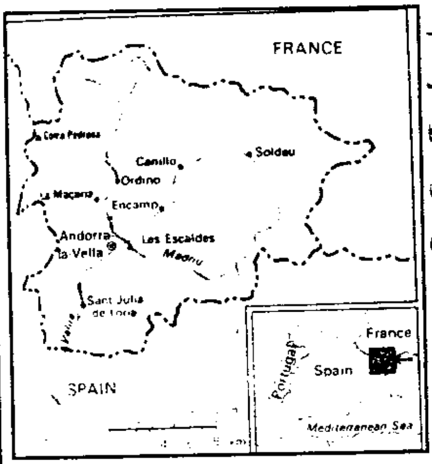


گفت و شنید

## کشمیر میں موجودہ جہاد بحیثیت مجموعی "جہادِ حریت" ہے: ڈاکٹر اسرار احمد

### میں نے عوام اور حکمرانوں کی خیرخواہی کے جذبے سے مسئلہ کشمیر کے حل کی یہ تجویز پیش کی ہے

## کشمیر کو خواہ شہ رگ نہ تسلیم کیا جائے تو بھی یہ پاکستان کے لئے ضروری ہے

**پریس کانفرنس میں صحافیوں کے سوالات کے جواب میں امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کی وضاحت**

☆ ایک سوال کے جواب میں ڈاکٹر اسرار احمد نے کہا کہ کشمیر کو پاکستان کی شہ رگ کی حیثیت سے نہ بھی تسلیم کیا جائے تو بھی یہ پاکستان کے لئے بہت ضروری ہے۔ تاہم ایک رائے یہ بھی ہے کہ کشمیر کو پاکستان کی شہ رگ قرار نہیں دیا جا سکتا کیونکہ یہ کس طرح ممکن ہے کہ جس شہ رگ پر ۵۳ سال سے دشمن کا قبضہ ہو وہ زندہ رہ جائے۔

☆ ایک اور سوال کے جواب میں ڈاکٹر اسرار احمد نے کہا کہ افغانستان میں روس کے خلاف لڑائی جہاد فی سبیل اللہ نہیں "جہادِ حریت" تھی۔ البتہ اب طالبان کی شمالی اتحاد سے جنگ 'جہاد فی سبیل اللہ' ہے کیونکہ یہ خالص اسلامی حکومت کے تحت ہو رہا ہے۔ جس کے پیش نظر شریعت اسلامی کا نفاذ ہے۔ اسی طرح کشمیر میں موجودہ جہاد بحیثیت مجموعی جہادِ حریت ہے۔ البتہ یہ ممکن ہے کہ وہاں انفرادی طور پر کچھ لوگ غلبہ دین کے لئے جہاد کر رہے ہوں۔ ایسے لوگ اپنی نیت کے مطابق اجر و ثواب کے مستحق ہوں گے۔

☆ ایک سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ جس طرح حضرت شاہ ولی اللہؒ نے سیاست دان نہ ہونے کے باوجود مسلمانوں کی اصلاح کے لئے اس دور میں مرہٹوں کے خلاف احمد شاہ ابدالی کو حملے کی دعوت دی تھی اس طرح میں نے بھی ایک محب وطن پاکستانی اور دردمند مسلمان ہونے کی حیثیت سے عوام اور لیڈروں کی خیرخواہی کے جذبے کے تحت مسئلہ کشمیر کے حل کی تجویز پیش کی ہے۔

☆ امیر تنظیم نے اس سوال کے جواب میں کہ موجودہ حکومت شرعی طور پر جائز ہے یا نہیں' کہا کہ اسلام کے مطابق مسلم ملک میں اقتدار پر قابض ہونے والا مسلمان حکمران (جسے دینی اصطلاح میں "متغلب" کہا جاتا ہے) اگر خلاف شریعت کوئی کام نہیں کرتا تو اس کی حکومت شرعی طور پر جائز ہوتی ہے۔

جس کے نتیجے میں پاکستان ایٹمی ممالک کی فہرست میں شامل ہو گیا —— اور دوسری طرف افغانستان میں اسلامی حکومت کے قیام کے امکانات روشن ہو گئے —— پھر امریکہ نے تو یہ سمجھا تھا کہ افغانستان میں روس کے خلاف جن گروہوں نے جنگ میں حصہ لیا ان کی قیادت کا فقدان معلوم کچھ جدید حالات و مسائل سے واقف ہونے کے باعث زیادہ "خطرناک" ہے جبکہ کٹھ ملا طالبان کو اپنے رخ پر ڈھال لینا آسان ہو گا' ابتداء میں طالبان کی حوصلہ افزائی کی یا کم از کم ان کی مخالفت نہ کی' لیکن اب وہی طالبان ایک خیٹھ اسلامی امارت قائم کر کے اس کے عالمی عزائم کی راہ میں مزاحم ہو گئے ہیں! —— اسی طرح اگر اب امریکہ مسئلہ کشمیر کو اپنے پیش نظر مقاصد کے تحت حل کرا لے تو ہمیں یقیناً فائدہ ہو گا جبکہ مستقبل میں پاکستان کی روش کیا رہے گی' اس کے فیصلے میں پاکستان قطعاً آزاد ہو گا۔

اس طویل تمہید کے بعد عرض ہے کہ میری عرصۂ دراز سے یہ پختہ رائے ہے کہ:

(۱) کشمیر کے مسئلے کو تقسیم ہند کے متفق علیہ فارمولے کی روح کے مطابق اسی کے ایجنڈے کی ایک بقیہ شق کی حیثیت سے حل کیا جائے ——!

(۲) یعنی یہ کہ اصولی اعتبار سے تو مسلم اور غیر مسلم آبادی کی اکثریت کی بنیاد پر جس طرح نہ صرف یہ کہ پورا ہندوستان تقسیم ہوا بلکہ صوبے بھی تقسیم ہوئے یہاں تک کہ بعض اضلاع بھی تقسیم ہوئے اسی طرح کشمیر کے اُس پورے مسلم اکثریت کے علاقے کو جو پاکستان کے ساتھ ملحق ہے' پاکستان کے حوالے کیا جائے اور غیر مسلم اکثریت کے ان علاقوں کو جو بھارت کے ساتھ ملحق ہوں' بھارت میں ضم کر دیا جائے۔ گویا صرف لداخ اور جموں کے وہ اضلاع جن میں غیر مسلموں کی اکثریت ہو' بھارت میں مدغم ہو جائیں اور بقیہ پورا بھارتی کشمیر پاکستان کے حوالے کر دیا جائے۔

(۳) تاہم چونکہ بھارت کی رائے عامہ کے لئے اتنی بڑی قربانی کو ہضم (RECONCILE) کرنا تقریباً ناممکن ہے لہٰذا قابل قبول اور قابل عمل حل یہ ہے کہ (i) آزاد کشمیر اور گلگت و بلتستان حسب سابق پاکستان کے پاس رہیں اور انہیں باضابطہ صوبوں کی حیثیت دے کر پاکستان میں شامل کر لیا جائے (ii) اسی طرح لداخ اور جموں کے صرف بھارت سے ملحق غیر مسلم اکثریت کے علاقے بھارت میں ضم کر دیئے جائیں اور (iii) صرف وادی کشمیر اور اس سے ملحق لداخ اور جموں کے مسلم اکثریت کے اضلاع میں بھارت اور پاکستان اپنے مشترکہ اہتمام میں رائے شماری کرا لیں اور اس میں یا بھارت یا پاکستان کے ساتھ ساتھ خودمختاری کا آپشن بھی شامل کر دیا جائے اس لئے کہ چونکہ نصف صدی کے دوران وقت کے دریا میں بہت سا پانی بہہ چکا ہے' اور نہ صرف بھارت کے مقبوضہ کشمیر میں بلکہ آزاد کشمیر میں بھی ایک مضبوط لابی بھارت اور پاکستان دونوں سے علیحدہ آزاد کشمیر کے قیام کے حق میں پیدا ہو چکی ہے جن کو نظر انداز نہیں کیا جانا چاہئے۔ لیکن یہ آپشن اس شرط کے ساتھ مشروط ہونا چاہئے کہ داخلی طور پر کامل آزادی کے ساتھ ساتھ دفاع اور خارجہ امور کے ضمن میں وہاں بھارت اور پاکستان کا مشترکہ کنٹرول ہو گا تاکہ دنیا کی کوئی اور تیسری طاقت وہاں قدم نہ جما سکے! مزید برآں یہ کہ بھارت اور پاکستان دونوں ممالک کے شہریوں کو اس آزاد وادی میں آمد و رفت کا بغیر ویزا حق حاصل ہو۔ اور وادی کے لوگ بھی دونوں ملکوں میں آزادانہ آمد و رفت رکھ سکیں۔

میری تجویز کے اس آخری حصے کے ضمن میں بھارت کے سید شہاب الدین صاحب نے انڈورا کی مثال پیش کی ہے جو سپین اور فرانس کے درمیان سلسلہ کوہ پائرینیز کے دامن میں ایک چھوٹا سا ملک ہے جہاں صدہا برس سے فرانس اور سپین کے نمائندگان کی مشترکہ نگرانی میں آزاد حکومت قائم ہے —— اس کی تفصیل کے لئے انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا کے READY REFERENCE EDITION کی جلد اول میں صفحہ ۲۸۷ سے رجوع کیا جا سکتا ہے۔

خاکسار اسرار احمد عفی عنہ
امیر تنظیم اسلامی پاکستان

## مکتوب بھارت

## تقسیم کشمیر کے بارے میں امیر تنظیم اسلامی کی تجویز کے جواب میں

### بھارت کی معروف سیاسی شخصیت سید شہاب الدین کا تائیدی مراسلہ


**Syed Shahabuddin**
IFS (Retd.) Ex-MP

Advocate Supreme Court of India
Editor, Muslim India Monthly

Residence : Flat 404, Block-8
East End Apts, ~~Mayur Vihar-I Ext.~~
Delhi-110096

Office : Behind 29, Feroze Shah Road
New Delhi-110001

Tel/Fax : 378 2069, Resl. : 271 1354


My dear Dr. Asrar Ahmad Saheb, 17 February, 2000

In the latest issue of your journal, I have/seen the solution to the Kashmir problem suggested by you. I am glad that this comes very close to what I have been suggesting since beginning.

My approach is based on the fact that the State is multi-ethnic and historically an artificial construct. Northern Areas and the south western region below the Pir Panjal which are Punjabi-speaking should be incorporated in Pakistan. Ladakh and Jammu should be integrated in India. The Valley of Kashmir which is a geographical, linguistic and cultural entity should enjoy, like Andorra on the border of Spain and France, complete internal autonomy, **under the joint umbrella of India and Pakistan,** which should together underwrite its development and be responsible for its defence and foreign relations

Kashmiris should have access to both India and Pakistan for education, trade and even residence while neither Indians nor Pakisantanis have the right to settle in the Valley.

In my view, this is the only feasible solution which serves the interests of all partners -- India, Pakistan and the Kashmiris.

With kind regards,

Yours sincerely,

(SYED SHAHABUDDIN)

**قند مکرر**

# مسئلہ کشمیر.........ایک قابل عمل فارمولا

## امیر تنظیم اسلامی کی چھ سال قبل پیش کردہ تجویز...... بیان پریس کانفرنس بتاریخ ۲۵/ اکتوبر ۱۹۹۵ء

کشمیر اور کراچی کے پیچیدہ و گھمبیر مسائل کے حل اور بدلتے ہوئے حالات میں پاکستان کے لئے نئی خارجہ حکمت عملی کے ضمن میں میری رائے حسب ذیل عالمی' علاقائی اور ملی وملکی مشاہدات و آراء پر مبنی ہے:

۱۔ جس طرح چند سو سال قبل یورپی عیسائی نوآبادیاتی سیلاب نے ایشیا اور افریقہ اور بالخصوص عالم اسلام پر حملہ کیا تھا اسی طرح اور اس کے باوجود کہ ع ''دم لیا تھا نہ قیامت نے ہنوز!'' کے مصداق ابھی اس نوآبادیاتی استعمار کی بساط پورے طور پر لپٹنے بھی نہ پائی تھی کہ اب دوبارہ ایک عالمی استعمار کا سیلاب مغرب سے مشرق کی جانب بڑھ رہا ہے۔ اس بار یہ استعمار عالمی صیہونی تحریک کے آلہ کار کی حیثیت سے ''نیو ورلڈ آرڈر'' کے حسین نام کے تحت امریکہ اور اس کے یورپی اتحادیوں اور ان کی ادنیٰ کنیز یو این او کے ذریعے پیش قدمی کر رہا ہے۔

۲۔ بدقسمتی سے عالم عرب تقریباً کل کا کل اس نئے یہودی عالمی استعمار کے شکنجے میں کسا جا چکا ہے اور اس کے ضمن میں تو یہودیوں کے مابین صرف یہ اختلاف باقی رہ گیا ہے کہ سیکولر صیہونی قیادت کی حکمت عملی یہ ہے کہ عظیم تر اسرائیل کے قیام کے ذریعے عربوں اور پوری دنیا کے مسلمانوں میں شدید ردعمل پیدا کرنے کی بجائے یورپی مشترکہ منڈی کی طرح شمالی افریقہ اور مغربی ایشیا کے مسلمان ممالک کا ایک تجارتی اور صنعتی بلاک بنانے پر اکتفا کیا جائے جس میں سرمایہ اور تیل اور غیر فنی محنت مزدوری عربوں کی ہوگی اور ٹیکنالوجی اور مینجمنٹ (Management) ہماری' لہٰذا بالائی اور مکھن ہم کھائیں گے اور چھاچھ لسی عربوں کو دیتے رہیں گے...... جب کہ کٹر مذہبی یہودی اس پر اڑے ہوئے ہیں کہ اپنی دیرینہ امنگوں کے مطابق نیل سے فرات تک اور مشرقی ترکی' شمالی حجاز' مدینہ منورہ سمیت عظیم تر اسرائیل قائم کیا جائے...... (ان دونوں عناصر کے مابین مسجد اقصیٰ کو شہید کرکے ''تیسرا ہیکل'' تعمیر کرنا متفق علیہ ہے' جس کی جانب کسی بھی سہانی صبح کو پیش قدمی ہو سکتی ہے!)

۳۔ اس نئے عالمی استعمار کے راستے میں عالم اسلام میں سے تو واحد رکاوٹ اور وہ بھی بہت قوی نہیں' ایران' پاکستان اور افغانستان کے ''مسلم فنڈامنٹلسٹ'' رہ گئے ہیں۔ البتہ غیر مسلم ممالک میں سے ایک عظیم عسکری قوت کی حیثیت سے چین اور ایک عظیم صنعتی طاقت کی حیثیت سے جاپان فوری مسئلہ ہیں' جبکہ عددی قوت کے لحاظ سے بھارت اور ایٹمی صلاحیت کے اعتبار سے روسی ترکستانی ممالک کے بھی کبھی آئندہ پریشان کن بن جانے کا امکان ہے۔

۴۔ ادھر امریکہ کی جنوبی اور مغربی ریاستوں کے کٹر عیسائیوں میں یہودیوں کے خلاف وہی ردعمل شدت کے ساتھ پیدا ہو چکا ہے جو نصف صدی قبل جرمنی میں پیدا ہوا تھا اور لاتعداد ملیشیائیں ایک سوال وار کی تیاری میں مصروف ہیں' جن کی ایک ادنیٰ جھلک حال ہی میں اوکلاہامہ بم کی صورت میں دیکھی جا چکی ہے...... بنابریں عالمی یہودی استعمار اپنے ایجنڈا کو فوری تکمیل کے لئے بے تاب (Desperate) ہو چکا ہے اور دراصل اسی بناء پر خلیج کی جنگ کے فوراً بعد نیو ورلڈ آرڈر کا نعرہ اور اس کے معاً بعد پاکستان پر ہر ممکنہ دباؤ اور اس کے ایٹمی پروگرام کے خلاف کھلے کروسیڈ کا آغاز ہوا' اور اس کے ساتھ ساتھ کشمیر' کراچی اور گوادر کی جانب توجہات مبذول ہوئیں۔ ان میں سے اصل ٹارگٹ خطہ جنت نظیر کشمیر ہے!

۵۔ ادھر میرے تجزیئے کے مطابق مستقبل کے اس عظیم دجالی فتنے کے استیصال کے لئے اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ نے اسرائیل کے قیام سے بھی ایک سال قبل خالص معجزانہ طریق پر پاکستان قائم فرمادیا تھا' جس نے ۱۲ مارچ ۱۹۴۹ء کو قرارداد مقاصد کی صورت میں نعرہ تکبیر بھی بلند کر دیا تھا۔ لیکن افسوس کہ پھر ہم ''کچھ'' اوروں کی عیاری' اور ''کچھ'' اپنوں کی سادگی'' کے باعث اپنی منزل سے منحرف ہو گئے جس کے نتیجے میں اس وقت نہ صرف یہ کہ ہم خود اپنے داخلی انتشار و خلفشار' اقتصادی و معاشی بدحالی اور سماجی توڑ پھوڑ کے نتیجے میں تباہی کے دہانے پر کھڑے ہیں بلکہ کچھ ''عالمی گدھ'' بھی ہمارے شمال و جنوب پر منڈلا رہے ہیں!

۶۔ اس پس منظر میں اب سے دو تین سال قبل کشمیر کے مسئلے پر امریکہ کو جو دلچسپی پیدا ہوئی ہے وہ ہرگز خطرے سے خالی نہیں ہے اور عالمی یہودی استعمار سیکولر کشمیری نیشنلزم کو ابھار کر پورے کشمیر کو اس کے جملہ باج گزار علاقوں سمیت ایک بظاہر آزاد ملک بنا کر ایشیاء کے عین قلب میں چین' بھارت' پاکستان' افغانستان اور ترکستان میں اپنی ریشہ دوانیوں کا مرکز بنانا چاہتا ہے۔ اس طرح گویا اس صدی کے آخر میں امت مسلمہ کے خلاف وہی ڈرامہ رچایا جا رہا ہے جو اس کے آغاز میں عرب نیشنلزم کو ہوا دے کر سلطنت و خلافت عثمانیہ کا چراغ گل کرنے کی صورت میں کھیلا گیا تھا۔

۷۔ اندریں حالات ہمارے لئے صحیح خارجہ حکمت عملی یہ ہے کہ:

(i) اپنی جملہ مساعی کو پاکستان' افغانستان' روسی ترکستان اور ایران پر مشتمل ایک مسلم بلاک کی تشکیل پر مرکوز کر دیں۔

(ii) ایک جانب چین کے ساتھ دوستی اور تعاون کے رشتے کو از سر نو مضبوط کریں...... اور دوسری جانب بھارت کے ساتھ تعلقات کو معمول پر لانے' تنازعات کو حل کرنے اور تجارتی و مواصلاتی تعلقات کو بڑھانے کی جانب فیصلہ کن اقدام کریں۔

۸۔ کشمیر کے خوف ناک ترین مسئلے کے حل کے ضمن میں میری رائے یہ ہے کہ:

(i) اسے امریکہ یا یو این او کے ذریعے حل کرانے کی کوشش ترک کر دی جائے اور چچا سام کو کم از کم اس مسئلے میں ''سلام'' کہہ دیا جائے اور یو این او سے بھی اپنا پان دان اٹھا لے جانے کی درخواست کی جائے۔

(ii) اس کا حل شملہ معاہدے کے مطابق بھارت کے ساتھ براہ راست دو طرفہ گفتگو کے ذریعے جلد از جلد ''کچھ دو' کچھ لو'' کے اصول پر کر لیا جائے اور اس ضمن میں ایران اور چین کی خیر سگالی کو بروئے کار لایا جائے۔

(iii) اسے ۱۹۴۷ء کی تقسیم ہند کا نامکمل ایجنڈا قرار دیتے ہوئے اور پنجاب اور بنگال کی تقسیم کو مدنظر رکھتے ہوئے اس طرح حل کیا جائے کہ:

(ا) آزاد کشمیر اور شمالی علاقہ جات کو پاکستان میں ضم کر لیا جائے اور صوبوں کی حیثیت دے دی جائے۔

(ب) جموں اور لداخ کے غیر مسلم اکثریت والے علاقوں کو بھارت اپنی ریاستیں بنا لے۔

(ج) وادی کی حد تک بھارت اور پاکستان اپنے ہی اہتمام میں ریفرنڈم کرا لیں اور صرف وادی کی حد تک بھارت یا پاکستان میں سے کسی ایک کے ساتھ الحاق کے ساتھ ساتھ آزادی کا تھرڈ آپشن بھی دے دیا جائے' اس شرط کے ساتھ کہ اس کو داخلی خود مختاری تو پوری حاصل ہو لیکن خارجہ پالیسی اور دفاع کے معاملات پر بھارت اور پاکستان کی مشترکہ نگرانی ہو۔

اگر ایسا نہ کیا گیا تو عنقریب بھارت اور پاکستان دونوں روایتی بلیوں کے مانند دیکھتے رہ جائیں گے...... اور عظیم تر کشمیر کی پوری روٹی کو عالمی یہودی استعمار کا بندر ہڑپ کر جائے گا۔ اعاذنا اللہ من ذالک

# مجاہدین نے کشمیر کے مردہ مسئلے میں نئی روح پھونک دی ہے

## تنازعہ کشمیر کے علاوہ وولر بیراج' سیاچن اور سر کریک بھی اہم مسائل ہیں

## مذاکرات کی دعوت کے ساتھ ہی جنگ بندی ختم کر دینے کا اعلان غیر حقیقت پسندانہ ہے

## مذاکرات کی کامیابی کے لئے دونوں رہنماؤں کو بلند نگاہی اور وسیع النظر فی کا مظاہرہ کرنا چاہئے

تجزیہ نگار کے نقطۂ نظر سے ادارہ کا کامل اتفاق ضروری نہیں

یہ ۱۹۸۹ء کی بات ہے' بھارت کے وزیراعظم راجیو گاندھی پاکستان کا دورہ کر رہے تھے۔ مہمان وزیراعظم کو جس راستے سے گزرنا تھا' حکومت پاکستان نے وہاں سے کشمیر کے بورڈ ہٹا دیئے۔ کچھ بورڈز پر سیاہ رنگ کر دیا گیا تاکہ وہ پڑھے نہ جا سکیں۔ دورہ کے اختتام پر مشترکہ پریس کانفرنس کے دوران ایک صحافی نے جب مسئلہ کشمیر کا ذکر کیا تو راجیو گاندھی غضب ناک ہو گئے۔ ''کون سا کشمیر؟'' ''کیسا مسئلہ؟'' ''تم نے یہ سوال کیوں کیا؟'' ''کشمیر بھارت کا اٹوٹ انگ ہے''۔ پاکستان کی وزیراعظم بے نظیر بھٹو کو اپنا سر جھکا دینا پڑا۔ درحقیقت کشمیر کا مسئلہ مردہ ہو چکا تھا۔ بھارتی لیڈروں کے سامنے اگر کبھی کوئی کشمیر کا ذکر کرتا تو وہ اس کا وہی حشر کرتے جو راجیو نے اس صحافی کا کیا تھا۔ لیکن اسی سال یعنی ۱۹۸۹ء ہی کے اواخر میں کشمیر میں آزادی کی تحریک شروع ہوئی جسے بھارتی حکام نے چند تخریب کاروں کی کارگزاری قرار دیا اور اعلان کیا کہ جلد ہی اس تحریک پر قابو پا لیا جائے گا۔ لیکن ع ''مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی''۔ بھارت کشمیریوں پر ظلم و ستم بڑھاتا رہا جس کے ردعمل میں کشمیریوں میں بھارت کے خلاف نفرت بڑھتی رہی اور مجاہدین کی سرگرمیوں میں وقت گزرنے کے ساتھ اضافہ ہوتا چلا گیا۔ مجاہدین کی کارروائیوں کو روکنے کا دوسرا طریقہ یہ تھا کہ ۱۹۶۵ء کی طرح بین الاقوامی سرحدوں کو عبور کر کے پاکستان پر حملہ کر دیا جائے۔ لیکن اب یہ اس لئے ممکن نہیں تھا کہ بھارتی اور امریکی خفیہ ایجنسیاں یہ اطلاع دے چکی تھیں کہ اگرچہ پاکستان نے ایٹمی دھماکہ نہیں کیا لیکن وہ ایٹمی قوت بن چکا ہے۔ بھارت میں کانگریس کی حکومت تھی۔ ہندو انتہا پسند جماعتیں اسے بزدلی کا طعنہ دیتی تھیں اور آزاد کشمیر اور پاکستان پر حملہ کرنے کے لئے زبردست دباؤ ڈالتی تھیں۔ بالآخر ہندو انتہاپسند جماعت بی جے پی پاکستان کے خلاف نعرے لگاتی لگاتی حکومت حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئی۔ برسر اقتدار آنے کے بعد بی جے پی نے پاکستان کو زبردست دھمکیاں دینی شروع کر دیں اور مئی ۱۹۹۸ء میں ایٹمی دھماکہ کر دیا۔ ایٹمی دھماکہ کرنے کے بعد یوں محسوس ہوتا تھا کہ بھارت چند دنوں کے اندر اندر آزاد کشمیر پر حملہ کر دے گا' لیکن ۲۸ مئی کو پاکستان نے ایٹمی تجربہ کر لیا جس سے بھارتی انتہا

**ابو الحسن**

پسند قیادت جھاگ کی طرح بیٹھ گئی۔ راقم کی رائے میں بھارت کا ایٹمی دھماکہ امریکہ بھارت مشترکہ منصوبہ بندی کا نتیجہ تھا۔ وہ پاکستان کی ایٹمی صلاحیت کے بارے میں عین الیقین حاصل کرنا چاہتے تھے تاکہ خفیہ ایجنسیوں کی رپورٹ کی حتمی تصدیق کی جا سکے اور یوں جو اصل صورت حال سامنے آئے (یعنی پاکستان ایٹمی قوت ہے یا نہیں ہے)' اس کے مطابق پاکستان سے نمٹنے کی منصوبہ بندی کی جائے۔ اس ساری گفتگو کا نتیجہ یہ ہے کہ کشمیریوں نے جنہیں پاکستان کی ہر قسم کی مدد حاصل تھی' خون دے کر مسئلہ کشمیر کو زندہ کیا اور پاکستان کے ایٹمی قوت ہونے کی وجہ سے بھارت کوئی مہم جوئی نہ کرنے پر مجبور ہے۔

پاکستان میں فوجی حکومت قائم ہوئی تو بھارت نے اس کے خلاف عالمی سطح پر نفرت انگیز مہم چلائی' اس لئے کہ وہ پاکستانی فوج کو سانحہ کارگل کی ذمہ دار سمجھتا تھا۔ واجپائی' مشرف کا نام سننے کو تیار نہ تھے۔ وہ ان سے کسی قسم کے مذاکرات کو ناقابل تصور قرار دیتے تھے۔ یہ نفرت اس وقت اپنے عروج پر نظر آئی جب گزشتہ سال اقوام متحدہ کے اکیسویں صدی کے پہلے اجلاس میں تمام سربراہان مملکت کو نیویارک میں جمع ہونا تھا۔ واجپائی نے اپنے دورہ کے شیڈول میں ایک دن کی تاخیر صرف اس لئے کر لی تاکہ جنرل اسمبلی کی گیلری میں جنرل مشرف کے ساتھ اتفاقیہ ملاقات سے بھی بچا جا سکے۔ اس پس منظر میں دیکھا جائے تو صدر مشرف کا واجپائی سے بھارت کے دورہ کا دعوت نامہ حاصل کرنا بہت بڑی کامیابی ہے۔ اس دعوت نامہ میں واضح طور پر درج ہے کہ: ''آیئے ہم اپنے مشترکہ دشمن یعنی غربت سے جنگ کرنے کے لئے تمام باہمی مسائل بشمول جموں اینڈ کشمیر مذاکرات سے طے کرنے کی کوشش کریں''۔ اگرچہ گاہے بگاہے اب بھی بھارت سے ''اٹوٹ انگ'' کی رٹ سنائی دیتی ہے لیکن یہ حقیقت ہے کہ حکومت کے بعض عناصر سمیت بھارت میں ایک بہت بڑا طبقہ اب کشمیر کے مسئلے سے تنگ آ چکا ہے اور وہ اس سے نجات حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اگرچہ یہ تو نہیں کہا جا سکتا کہ جذباتیت پر حقیقت پسندی غالب آ چکی ہے لیکن اب بھارت میں کشمیر کے مسئلہ پر دو آراء سامنے آتی ہیں۔ یہ گمان تو نہیں کیا جا سکتا کہ اس ملاقات کے نتیجے میں بھارت کشمیر کے مسئلہ پر کوئی فیصلہ کن قدم اٹھائے گا لیکن یہ یقین سے کہا جا سکتا ہے کہ اس مرتبہ اس مسئلہ کے حوالہ سے کچھ نہ کچھ پیش رفت لازماً ہو گی۔ اب تک ان مذاکرات کی جو صورت سامنے آ رہی ہے' وہ کچھ یوں ہے کہ جنرل مشرف کشمیر کے مسئلہ کو Core Issue یعنی اصل مسئلہ قرار دیتے ہیں اور باقی مسائل کو سطحی اور غیر اہم قرار دیتے ہیں جبکہ بھارت دوسرے مسائل کو زیادہ اجاگر کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ بھارت کی خواہش ہے کہ تجارتی اور ثقافتی سطح پر دونوں ممالک دوستانہ رویہ اختیار کریں اور کشمیر کے مسئلہ کو جوں کا توں رکھ کر باہمی تعلقات بہتر کر لئے جائیں۔ آیئے دیکھیں کہ پاکستان اور بھارت کے مابین کشمیر کے مسئلہ کے علاوہ اور کیا تنازعات ہیں!

### ۱)وولر بیراج

پاکستان اور بھارت کے مابین وولر بیراج کی تعمیر بھی وجہ تنازعہ ہے۔ بھارت یہ بیراج تعمیر کر کے موسم سرما میں دریائے جہلم کے پانی پر کنٹرول حاصل کرنا چاہتا ہے۔ پاکستان اس بیراج کی تعمیر کو معاہدہ سندھ طاس کی خلاف ورزی قرار دیتا ہے۔ پاکستان کا موقف یہ ہے کہ وولر بیراج سے پاکستان اس پانی سے محروم ہو جائے گا جو معاہدہ سندھ طاس کی رو سے اس کا حق ہے۔ ۱۹۸۴ء میں بھارت نے پاکستان کے احتجاج کے باوجود وولر بیراج کی تعمیر شروع کی لیکن ۱۹۸۷ء میں اسے یہ تعمیر روکنی پڑی۔ شنید ہے کہ مجاہدین نے بھی اس بیراج کو نقصان پہنچایا جس کی وجہ سے بیراج کی مزید تعمیر روک دی گئی۔

### ۲)سیاچن

سیاچن دنیا کا بلند ترین محاذ جنگ ہے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ انسان نے آج تک اتنے بلند مقام پر کوئی جنگ نہیں لڑی۔ ۱۹۴۹ء کی جنگ بندی سے ۱۹۸۴ء تک یہ تمام علاقہ پاکستان کے کنٹرول میں تھا۔ ۱۹۸۴ء میں جب سخت سردی کے موسم میں شدید برف باری کی وجہ سے پاکستانی فوجی دستے بالائی چوٹیوں سے حسب معمول نیچے اتر آئے تو بھارتی فوجوں نے علاقہ پر قبضہ کر لیا حالانکہ اعلان تاشقند اور شملہ معاہدہ کے تحت دونوں ممالک نے اس صورت حال کو برقرار رکھنے پر اتفاق کیا تھا۔ پاکستان کو جب بھارتی افواج کی آمد کا علم ہوا تو اس نے اپنا علاقہ واپس لینے کے لئے کارروائی کی۔ اس وقت سے لے کر آج تک یہ محاذ وقفہ وقفہ سے گرم ہوتا رہتا ہے۔ اس محاذ پر دونوں ممالک کی افواج کو جنگ سے زیادہ موسم کے ہاتھوں نقصان پہنچ رہا ہے۔ اتنے بلند پہاڑی مقام پر جنگ جاری رکھنے کے لئے دونوں ممالک بے شمار وسائل آگ میں جھونک رہے ہیں۔

### ۳)سر کریک

۲۵ میل یعنی تقریباً ۴۰ کلو میٹر طویل سر کریک کی سمندری حدود بھی پاکستان اور بھارت کے مابین وجہ تنازعہ ہے۔ اسی تنازعہ کی وجہ سے ۱۹۶۵ء کے اوائل میں رن کچھ کے مقام پر پاک بھارت سرحدی جھڑپیں ہوئی تھیں جو ایک باقاعدہ جنگ کی شکل اختیار کر رہی تھیں کہ عالمی قوتوں نے دونوں ممالک کو صلح پر مجبور کر دیا۔ اصولی طور پر یہ مسئلہ فوراً حل ہونا چاہئے تھا لیکن جوں جوں وقت گزر رہا ہے' سمندری لہروں کے بہاؤ میں تبدیلی کی وجہ سے پیچیدہ ہوتا جا رہا ہے۔ کشمیر کے بڑے تنازعہ کے علاوہ پاکستان اور بھارت کے مابین مذاکرات کے دوران یہ تنازعات بھی زیر بحث آئیں گے۔

### بھارت کی گھبراہٹ

پاکستان اور بھارت کے درمیان چون برس میں بالواسطہ یا بلا واسطہ مذاکرات متعدد بار ہوئے ہیں۔ نہرو لیاقت معاہدے سے لے کر کارگل سے متعلق اعلان واشنگٹن تک دونوں ممالک کے مابین شاید ایک درجن سے زائد مواقع پر مذاکرات ہوئے ہیں۔ ان مذاکرات میں اکثر و بیشتر بھارت کو عسکری وجوہات کی بنا پر پاکستان پر نفسیاتی برتری حاصل رہی ہے۔ ۱۹۴۸ء میں جنگ کشمیر اور ۱۹۶۲ء کی ہند چین جنگ میں بھارت کی پوزیشن کمزور تھی۔ ان مواقع پر طویل مذاکرات کا ڈول ڈال کر اس نے اپنی پوزیشن کو بہتر بنانے کے لئے وقت حاصل کر لیا۔ ۱۹۴۸ء کی میدان میں ہاری ہوئی جنگ اس نے اقوام متحدہ میں جھوٹے وعدے کر کے جیت لی۔ ۱۹۶۲ء میں پاکستان کو مذاکرات میں الجھا کر ہند چین جنگ سے الگ رکھا اور ایوب خان کو بیوقوف بنانے میں صد فیصد کامیاب رہا۔

اگلے ہفتہ منعقد ہونے والے مذاکرات میں بھی بھارت کی منصوبہ بندی یہ محسوس ہوتی ہے کہ پاکستان کو بعض دوسرے مسائل میں رعایتیں دے کر دوستی کا رشتہ قائم کیا جائے تاکہ پاکستان مقبوضہ کشمیر میں مجاہدین کی پشت پناہی سے ہاتھ کھینچ لے اور بھارت اس کا فائدہ اٹھاتے ہوئے کشمیر میں تحریک آزادی کو کچل دے۔ وہ کشمیریوں کو یہ تاثر دینا چاہتا ہے کہ جس پاکستان کی شہ پر تم بھارت جیسی قوت سے ٹکرانا چاہتے ہو وہ تمہارا ساتھ چھوڑ کر بھارت سے اپنے تعلقات نارمل کر چکا ہے۔ لیکن ماضی کے مقابلے میں اس مرتبہ بھارت پر گھبراہٹ طاری ہے۔ وہ مذاکرات کے حوالہ سے بڑا کنفیوز اور حواس باختہ نظر آ رہا ہے' بلکہ صحیح تر الفاظ میں اس کا طرز عمل اور حرکات بچگانہ ہیں۔ وہ بار بار اپنا موقف تبدیل کر رہا ہے۔ مثلاً سب سے پہلے تو اس نے یہ موقف اختیار کیا کہ مشرف ایک فوجی آمر ہے جبکہ بھارت دنیا کی سب سے بڑی جمہوریت ہے لہٰذا مشرف سے کسی قیمت پر مذاکرات نہیں ہوں گے حالانکہ اس سے قبل بھارت ایوب خان اور ضیاء الحق سے باقاعدہ سرکاری سطح پر مذاکرات کر چکا ہے۔ پھر یہ کہا گیا کہ مشرف کارگل میں بھارتی نوجوانوں کا قاتل ہے' اس سے بات نہیں ہو سکتی۔ بھارت جنرل مشرف کے ڈیڑھ سالہ دور حکومت کے دوران کشمیر پالیسی کے حوالہ سے متضاد اقدام کرتا رہا ہے۔ جب حزب المجاہدین نے جنگ بندی کر کے مذاکرات کی راہ اپنانے کا اعلان کیا تو بھارت نے ان سے مذاکرات کا راستہ اختیار کرنے کی بجائے مجاہدین میں اختلافات پیدا کرنے کی کوششیں شروع کر دیں۔ پھر اچانک خود ہی یک طرفہ جنگ بندی کا اعلان کر دیا۔ لیکن یہ محض اعلان ہی کی حد تک تھا' عملی طور پر بھارتی فوجیوں نے کشمیریوں پر ظلم و ستم مزید بڑھا دیا۔ اس حقیقت کو انسانی حقوق کی متعدد عالمی تنظیم نے بھی تسلیم کیا ہے۔ پھر یہ اعلان کیا گیا کہ بھارت کشمیر کے معاملے میں کسی دوسرے ملک سے مذاکرات تو نہیں کرے گا البتہ چونکہ کشمیری ہمارے اپنے شہری ہیں اس لئے ہم ان سے براہ راست مذاکرات کریں گے۔ واجپائی نے سی اے پنت کو اپنا نمائندہ بنا کر کشمیر مذاکرات کرنے بھیج دیا جو آج تک وہاں بیٹھا مکھیاں مار رہا ہے اور شبیر شاہ کے علاوہ کسی کشمیری لیڈر نے اس سے بات تک کرنا گوارا نہیں کیا۔ یہ چال بھی ناکام ہوئی تو بالآخر جنرل مشرف کو مذاکرات کی دعوت دینے کا کڑوا گھونٹ بھی نگل لیا گیا۔ لیکن ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ اس اچھے اعلان کے ساتھ جنگ بندی کو مستقل اور حقیقی بنایا جاتا اور حریت کانفرنس کو بھی ساتھ لیا جاتا لیکن اب نہ صرف یہ کہ جنگ بندی ختم کرنے کا اعلان کر دیا گیا ہے بلکہ حریت کانفرنس کو مذاکرات میں شریک کرنے سے بھی انکار کر دیا گیا ہے' یہاں تک کہ انہیں جنرل مشرف سے ملاقات کرنے سے بھی روکا جا رہا ہے۔ اب حال ہی میں پاکستان کو رعایتیں دینے کا سلسلہ شروع ہوا ہے جس میں تجارتی سطح پر کسٹم ڈیوٹی کم کرنا' پاکستانی طلبہ کو وظائف دینا اور سرحد پر بھارتی ویزہ کا اجراء شامل ہے۔

### مشرف واجپائی مذاکرات کی خصوصی اہمیت

اگلے ہفتہ منعقد ہونے والے پاک بھارت مذاکرات ماضی کی نسبت اس لحاظ سے مختلف ہیں کہ اس وقت بھارت کا سب سے بڑا مسئلہ کشمیر میں چلنے والی آزادی کی تحریک ہے جس کی وجہ سے بھارت کی سات لاکھ فوج دن رات حرکت میں رہتی ہے اور جو بھارتی معیشت کے لئے بوجھ ثابت ہو رہی ہے۔ مزید برآں' فوج اس طویل جنگ سے تنگ آ چکی ہے اور اس کے حوصلے پست ہو رہے ہیں۔ اگر مشرف واجپائی مذاکرات ناکام ہوتے ہیں تو پاکستان مجاہدین کی مدد کرتا رہے گا اور آزادی کی یہ تحریک جاری رہے گی اور بھارت کا جو ہاتھ چکی تلے آیا ہوا ہے' وہ نکل نہیں سکے گا۔ دوسرے یہ کہ امریکہ جو اس وقت دنیا کی سپر پاور ہے اور بھارت کا نیا نیا دوست اور مربی بنا ہے' وہ چاہتا ہے کہ یہ مسئلہ اب حل ہو جانا چاہئے۔ اولاً اس لئے کہ شاید اس کے حل ہونے سے کوئی ایسی صورت نکل آئے کہ خود امریکہ کو کشمیر میں قدم جمانے کا موقع مل جائے اور نہ صرف چین کا گھیراؤ کرنے کی پالیسی کو کامیابی سے ہمکنار کیا جا سکے بلکہ پاکستان' بھارت اور روس پر بھی قریب سے نگاہ رکھی جا سکے۔ اگر کشمیر کو خود مختاری حاصل ہو جائے تو یہ مقصد حاصل ہو سکتا ہے۔ لہٰذا اس مسئلہ کو طے کر لینے کی صورت میں امریکہ بھارت کو لالچ اور ترغیبات دے رہا ہے مثلاً اسے سلامتی کونسل کی مستقل رکنیت دے دی جائے گی۔ پاکستان سے معاملہ طے ہو جانے کی صورت میں جنگ کا خطرہ ٹل جائے گا اور امریکی سرمایہ کار بھارت میں اربوں ڈالر کی

سرمایہ کاری کریں گے۔ امریکہ کشمیر کا مسئلہ حل کرنے پر اب اس لئے بھی زور دے رہا ہے کہ پاکستان اور بھارت کے ایٹمی قوت ہونے کی وجہ سے ان کے مابین جنگ انسانیت کے لئے تباہ کن ثابت ہو سکتی ہے۔ برصغیر کے ڈیڑھ ارب افراد اور اگر چین بھی اس میں کود پڑا تو اڑھائی ارب سے زیادہ افراد متاثر ہوں گے۔ ان حقائق کو مدنظر رکھتے ہوئے امید ہے کہ بھارت اس مرتبہ مذاکرات میں بڑی سنجیدگی اختیار کرے گا۔ اگرچہ وہ یہ کوشش کرے گا کہ کشمیر کے علاوہ باقی مسائل کو طے کر کے پاکستان سے یہ یقین دہانی حاصل کرلے کہ وہ کشمیر میں اپنی دلچسپی ختم یا محدود کر لے لیکن جنرل مشرف جیسے لیڈر سے یہ بات منوانا بہت مشکل ہوگا جس نے آغاز ہی سے یہ رٹ لگائی ہوئی ہے کہ اصل مسئلہ کشمیر کا ہے۔ اگر یہ مسئلہ حل ہو جائے تو باقی مسائل چٹکی بجاتے حل ہو جائیں گے۔ بھارت کو اس حقیقت کا بھی اچھی طرح سے ادراک حاصل ہے کہ جنرل مشرف پاکستان کے دوسرے حکمرانوں کی نسبت مختلف ہیں۔ وہ صاف گو اور سیدھی بات کرنے والے ایک کمانڈو ہیں۔ وہ پہلے پاکستانی لیڈر ہیں جو ایک طرف کشمیر کے بارے میں پاکستان کے سابقہ موقف میں لچک پیدا کرنے کے لئے بھی تیار ہیں لیکن دوسری طرف کشمیر کا مسئلہ باوقار طریقے سے حل نہ ہونے کی صورت میں تعلقات کو معمول پر لانے یا انہیں دوستانہ بنانے کو خارج از امکان قرار دے رہے ہیں۔ راقم کی رائے میں دونوں ممالک کے لیڈروں کو اپنی عوام پر ترس کھانا اور رحم کرنا چاہئے۔ یہ حقیقت ہے کہ اگر دونوں ممالک جنگ کی حالت سے باہر نکل آئیں تو وہ بے پناہ وسائل جو دفاعی اخراجات میں جھونکے جا رہے ہیں' عوام کی فلاح و بہبود پر خرچ ہو سکتے ہیں۔ راقم کی رائے میں ان مذاکرات کی ناکامی خطے کی بہت بڑی بدقسمتی ہوگی اور عین ممکن ہے کہ عالمی امن بھی خطرے میں پڑ جائے۔ دونوں ممالک کے لیڈروں کو جذباتیت کی بجائے حقیقت پسندی کا مظاہرہ کرنا ہوگا۔ تعمیر کے لئے برس ہا برس درکار ہوتے ہیں جبکہ تخریب تو چند گھنٹوں اور دنوں میں ممکن ہے۔

بھارت جو بڑا ہونے کا دعویٰ کرتا ہے' اسے حقیقتاً بڑے پن اور وسیع النظرفی کا مظاہرہ کرنا چاہئے۔ پاکستان کو بھی اپنے دیرینہ موقف میں لچک پیدا کرنی چاہئے ورنہ یہ خطہ تباہی و بربادی سے دوچار ہو سکتا ہے۔ کشمیر کی وہ تقسیم جو امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد نے تجویز کی ہے بہت معقول اور حقیقت پسندانہ ہے۔ ویسے بھی یہ برصغیر کی تقسیم کے عین مطابق ہے کہ مسلم اکثریتی علاقے پاکستان میں مدغم ہو جائیں جبکہ ہندو اکثریتی علاقے بھارت کو مل جائیں۔ سوال یہ ہے کہ اگر پنجاب اور بنگال تقسیم ہو سکتے ہیں تو کشمیر اتنا متبرک اور مقدس کیوں ہے کہ تقسیم نہیں ہو سکتا؟ البتہ خودمختاری کا آپشن صرف وادی کو دیا جائے تا کہ کوئی تیسری قوت کشمیر میں قدم نہ جما سکے۔

## تنظیم اسلامی کے زیر اہتمام ہفت روزہ دعوتی پروگراموں کا شیڈول

### (ماہ اگست تا اکتوبر ۲۰۰۱ء)

| نمبر شمار | عرصہ / مقام | شرکت کرنے والے رفقاء کے اسماء گرامی |
|---|---|---|
| ۱ | ۵ تا ۱۱/ اگست<br>پنڈی گھیپ | حاجی عبداللہ (میانوالی)' بشیر احمد (میانوالی)' محمد عارف (پنڈی گھیپ)' رانا محمد واثق منور (لاہور)' عبدالجلیل (ایبٹ آباد)' ذکاء الرحمن (لاہور)' پروفیسر خان محمد (فیصل آباد)' محمد اختر (لاہور) |
| ۲ | ۱۹ تا ۲۵/ اگست<br>جوہر آباد (خوشاب) | پروفیسر خان محمد (فیصل آباد)' محمد اکرم (سرگودھا)' ڈاکٹر جاوید اقبال (سرگودھا)' مقبول حسین (سرگودھا)' عبدالسمیع (سرگودھا)' محمد اسلم (سرگودھا) |
| ۳ | ۲ تا ۶ ستمبر<br>اوکاڑہ | محمد عادل قریشی (سیالکوٹ)' محمد شفیع (لاہور)' رانا محمد واثق منور (لاہور)' نجیب اللہ خان (لاہور)' ڈاکٹر بشیر احمد (لاہور)' رضاء الرحمن (لاہور) |
| ۴ | ۱۶ تا ۲۲ ستمبر<br>میانوالی | ساجد اللہ (میانوالی)' [illegible] (میانوالی)' فیاض حکیم (لاہور)' عبدالجلیل (ایبٹ آباد)' رانا محمد واثق منور صاحب (لاہور) |
| ۵ | یکم تا ۶/ اکتوبر<br>سمندری | مختار احمد (سرگودھا)' حافظ ارشد (فیصل آباد)' حکیم مختار احمد (فیصل آباد)' اشفاق حیدر (فیصل آباد)' آصف ندیم (فیصل آباد) |
| ۶ | ۸ تا ۱۴/ اکتوبر<br>بھلوال | انوار الحق (فیصل آباد)' عبدالخالق (سرگودھا)' حاجی اللہ بخش (سرگودھا)' ملک خدا بخش (سرگودھا)' رانا محمد واثق منور (لاہور) |


**ANWAR TAILORS**

سپیشلسٹ ان: جینٹس (مردانہ) ٹیلرنگ

**for all your tailoring needs**

مہارت خصوصی:

☆ پینٹ کوٹ'

☆ شیروانی'

☆ سفاری سوٹ

☆ شلوار قمیص

☆ شرٹ

دولہا ڈریس کے ماہر

47۔ جی' الفلاح بلڈنگ دی مال' لاہور فون: 6312488

# اسلام کا نیا مغربی تصور اور پاکستان

رعنا ہاشم خان

اس وقت مغرب کی نظر میں ڈکٹیٹرز، ڈیموکریٹس' لبرل' سیکولرز یہ سب وسطی اور جنوبی ایشیا کے مسلمان ہیں۔ اس کے علاوہ مغربی میڈیا مذہبی و جہادی تنظیموں اور طالبان حکومت کے لئے بنیاد پرست' دہشت گرد اور اسلامی بم کی اصطلاحات آئے دن استعمال کرتا ہی رہتا ہے۔ لیکن آج کل ایک نئی اصطلاح متعارف ہوئی ہے اور وہ ہے ایشیاٹک اسلام (Asiatic Islam)

مغربی میڈیا کے مطابق اس وقت دنیا کے آدھے سے زیادہ مسلمان کراچی کے مشرق میں پائے جاتے ہیں۔ پاکستان' انڈونیشیا' بنگلہ دیش اور بھارت جیسے چار بڑے ممالک جن میں مسلمانوں کی بڑی آبادی موجود ہے' ایشیا کا حصہ ہیں۔ ایشیا میں سب سے زیادہ سخت اسلامی حکومت افغانستان میں ہے۔ اس کے علاوہ ملائیشیا کے کچھ حصوں میں خواتین کے لئے حجاب لازمی قرار دے دیا گیا ہے جبکہ انڈونیشیا کے کئی علاقوں میں رمضان المبارک اور نیو ایئر کے موقع پر نائٹ کلب بند کر دیئے جاتے ہیں۔ افغانستان اور فلپائن کے مذہبی شدت پسندوں نے امریکہ کی انٹیلی جنس سروسز کو مجبور کر دیا ہے کہ وہ اپنی جاسوسی کا رخ ان کی طرف کئے رکھیں۔ اسی طرح دنیا کی واحد مسلم ایٹمی طاقت پاکستان کی مذہبی اور جہادی تنظیموں کی وجہ سے بھارت اور پاکستان میں دشمنی مزید بڑھ رہی ہے۔ لیکن اس وقت سب سے مختلف حالات افغانستان کے ہیں جہاں طالبان کی حکومت ہے۔ اس حکومت کو پاکستان سمیت کئی اسلامی ممالک بھی انتہا پسند کہتے ہیں۔ نہ صرف اسلام بلکہ اپنی قبائلی معاشرت اور تاریخ سے متاثر طالبان نے افغانستان میں ویڈیوز' ٹی وی' وی سی آر' کیمرے اور میوزک کو قطعی ممنوع قرار دے رکھا ہے۔ خواتین کے لئے شرعی پردہ لازم ہے اور مردوں کے لئے داڑھی کا حکم ہے۔ خواتین کو صرف اشد ضرورت کے تحت ہی گھر سے باہر جانے کی اجازت ہے۔ دوسری طرف ۱۲۶ ملین آبادی والے مسلم ملک بنگلہ دیش کو دیکھئے جہاں کئی ملین خواتین نہ صرف چھوٹے چھوٹے کاروبار چلا رہی ہیں بلکہ ٹیکسٹائل انڈسٹری میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہیں۔ اس کے علاوہ پاکستان' بنگلہ دیش اور انڈونیشیا میں خواتین نہ صرف برسرِ اقتدار آئی ہیں بلکہ معاشرے میں کئی اہم کردار بھی ادا کر رہی ہیں۔ ان ممالک میں افغانستان کی طرح لباس' مردوں اور خواتین کے مخلوط اجتماعات اور خواتین کے گھروں سے باہر کام کرنے پر کوئی قدغن نافذ نہیں ہے۔ ان وجوہات کی بناء پر مغرب کو ایشین اسلام دیکھنے میں زیادہ خالص اور پسندیدہ لگتا ہے جو عرب کے صحراؤں کی یاد نہیں دلاتا جبکہ افغانستان کے طالبان حضرت محمد ﷺ کا لایا ہوا صدیوں پرانا اسلام اکیسویں صدی میں نافذ کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ پاکستان میں دینی جماعتوں کے قائدین اسی طرز کے اسلام کے نفاذ کے لئے احتجاج کرتے تو ہیں لیکن سیکولر حکومتوں پر اس قسم کے احتجاجات براہِ راست اثر انداز نہیں ہو پاتے۔

اسلامی دنیا کے ڈیموگرافک سینٹر' ڈپلومیٹک مشن کے ہیڈ کوارٹر اور اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دارالخلافہ اسلام آباد میں خواتین کی اکثریت ایسا لباس پہنتی ہے کہ اگر اسے نہ بھی پہنا جائے تو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ وہاں مسلمان ماڈل خواتین فیشن شوز کے تماشائیوں کو محظوظ کرتی ہیں جبکہ ہوٹلوں میں مسلمان ویٹریسز گاہکوں کو تفریح فراہم کرتی ہیں۔ اسلام آباد میں آبادی کی اکثریت Asiatic Islam پر عمل پیرا ہے۔ یہ مذہبی پابندیوں سے آزاد ایسے لوگ ہیں جو پاکستان کی رگوں میں خون کی حیثیت رکھتے ہیں اور ایسے اصولوں پر چلتے ہیں جو ان کو مغرب سے ہم آہنگ کر سکیں۔ یہ اپنی شناخت تو بطورِ مسلم کراتے ہیں لیکن معاشی' ثقافتی اور سماجی غرض ہر طریقے سے مغرب زدہ ہیں۔

پاکستان کی آزادی کے کچھ ہی عرصے بعد یہ بات شدت سے محسوس کی جانے لگی کہ دارالحکومت کے لئے ایک نیا شہر تعمیر کیا جائے جو اُن روایات' معاشرت' ثقافت' امیدوں' آرزؤں اور خوابوں کی بھرپور عکاسی کر سکے جو تحریکِ پاکستان کے اغراض و مقاصد تھے اور جن کے حصول کے لئے پاکستان قائم کیا گیا تھا۔ اس مقصد کے لئے ۱۹۵۸ میں باقاعدہ کمیشن قائم کیا گیا جو طویل تحقیق کے بعد ایک ایسی جگہ کی نشان دہی کرنے میں کامیاب ہوا جو موسم' قدرتی خوبصورتی اور دفاعی محلِ وقوع کے لحاظ سے انتہائی مناسب تھی۔ مشہور یونانی فرم Doxiadis Associates اور پاکستان کے محنتی انجینئروں اور مزدوروں نے مل کر مارگلہ ہلز کے درمیان اس خوبصورت شہر کا مثلث نما ماسٹر پلان بنایا اور یوں اسلام آباد وجود میں آیا جو آج بلاشک وشبہ دنیا کے چند خوبصورت شہروں میں شامل ہے۔ اسلام آباد' جو کہ پاکستان کا دل و دماغ کہلاتا ہے اور جس کی شکل میں آنے والی نسلوں کو قیامِ پاکستان کے اغراض و مقاصد کا نمونہ دکھایا جانا تھا' افسوس کہ آج وہاں ''اغراض'' تو باقی رہ گئی ہیں جبکہ ''مقاصد'' عرصہ ہوا مرحوم و مغفور ہو چکے ہیں۔

اس وقت مغرب اور عالمِ اسلام کے درمیان تہذیبی جنگ ایک فیصلہ کن دور میں داخل ہو چکی ہے۔ مغربی پریس کی اسلام دشمنی کے باعث آج دنیا بھر میں لوگ نہ صرف اسلام کے مخالفوں کے تحریر کردہ خلافِ اسلام مضامین پڑھتے ہیں بلکہ اخبارات میں مسلمان ممالک کے حوالے سے شائع ہونے والی تصاویر بھی دیکھتے ہیں۔ ٹی وی اور تھیٹرز میں اسلامی ممالک پر بنائی جانے والی دستاویزی فلمیں دکھائی جاتی ہیں اور انٹرنیٹ پر ایسی ویب سائٹس موجود ہیں جن میں عالمِ کفر ہر طرح سے یہ ثابت کرنے پر تلا ہوا ہے کہ افغانستان میں طالبان حکومت وہاں کے عوام پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑ رہی ہے جبکہ پاکستان اور دوسرے ایشیائی ممالک میں جو آزادانہ اسلام نظر آتا ہے' درحقیقت وہی صحیح ہے۔ دوسری طرف پاکستان کی لبرل کلاس دینی اور جہادی تنظیموں کے لئے تو ہٹلر کے ''حتمی حل'' (Final Solution) کا خواب دیکھتی ہے یعنی یہ کہ پاکستان کی مسلح افواج ان پر یلغار کر دیں اور پھر لبرل کلاس کا راوی صرف چین ہی چین لکھے۔ یوں وہ مغرب کے دل میں اترنے کا راستہ تمام خلافِ اسلام عناصر میں ڈھونڈتی ہے۔

بانئ پاکستان قائداعظمؒ نے فرمایا تھا کہ ''پاکستان تو اسی دن قائم ہو گیا تھا جب برِصغیر پاک و ہند کا پہلا آدمی مسلمان ہوا تھا''۔ یعنی پاکستان اور مسلمان لازم و ملزوم ٹھہرے۔ سادہ ترین الفاظ میں یوں کہہ سکتے ہیں کہ اسلام کے بغیر پاکستان کوئی معنی نہیں رکھتا۔ ہماری قیادت اس زعم میں مبتلا ہے کہ عوام اس کے خلاف نہیں ہیں حالانکہ حقیقت میں عوام سڑکوں پر اس لئے نہیں آتے کہ کہیں پاک فوج کا تشخص نہ بگڑ جائے۔ لیکن آخر کب تک؟ عریانی اور فحاشی کے سیلاب' میڈیا کی مغربانہ روش اور خواتین کے نعرۂ شانہ بشانہ نے قوم میں بے چینی' اضطراب اور غصے کی ایک ایسی کیفیت پیدا کر دی ہے جو پاکستان کی قیادت کے لئے خصوصاً اور ملک کے لئے عمومی طور پر ایک بڑے مسئلے کا روپ دھار سکتی ہے۔ دینی جماعتوں کی طرف سے وقتاً فوقتاً ہونے والے احتجاج بھی حکومت کی مجموعی پالیسیوں اور ہمارے اربابِ اختیار کے طرزِ زندگی میں کوئی واضح اور مثبت تبدیلی لانے میں ناکام رہے ہیں جو کہ ایک سنگین علامت ہے۔

ہم پاکستانی نصف صدی گزر جانے کے باوجود اسلام کے نام پر حاصل کئے گئے پیارے وطن کے سیاسی افق سے

(باقی صفحہ ۷ اپر)

# دورۂ افغانستان (آخری قسط)

## نماز جمعہ کی ادائیگی

آج مورخہ ۲۰ اپریل جمعۃ المبارک کا دن ہے۔ امیر محترم اور وفد کی خواہش تھی کہ نماز جمعہ ملا عمر مجاہد صاحب کی امامت میں ادا کی جائے مگر ملا عبدالجلیل صاحب نے بتایا کہ عالی قدر امیر المومنین قندھار کے مضافات میں گئے ہوئے ہیں۔ بہرحال مسجد خرقۃ شریف میں تمام ساتھی نماز کے لئے گئے۔ خطیب صاحب پشتو میں تقریر فرما رہے تھے لیکن آیات قرآنیہ سے خطابت کی تاثیر حاصل ہو رہی تھی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم ان سے گلہ کرتی ہے کہ اے

> 15 لاکھ افراد کی قربانیوں کے بعد افغانستان میں اسلام کا سورج طلوع ہو چکا ہے

موسیٰ (علیہ السلام) آپ کے آنے سے پہلے بھی ہم مشکلات کا شکار تھے اور آپ کے مبعوث ہونے کے بعد بھی ہمیں فرعون کی چیرہ دستیوں کا سامنا ہے جس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام قوم کی ہمت بندھاتے ہیں کہ اے قوم اللہ سے مدد مانگو اور استغفار کرو، کیا عجب اللہ تمہارے دشمنوں کو ہلاک کر دے اور تمہیں زمین میں تمکن عطا کرے اور پھر اللہ دیکھے گا کہ تم کیسے عمل کرتے ہو۔

انہی حالات سے آج افغانی قوم کو واسطہ ہے۔ وقت کا فرعون امریکہ اس نوزائیدہ اسلامی ریاست کو ختم کرنا چاہتا ہے اور اس کے لئے چاہے افغان قوم کو بھوکا مارنا پڑے وہ کر گزرے گا۔ ظاہر ہے عوام میں بھی توکل اور بھروسہ نہیں رکھتے لہٰذا خطیب صاحب قرآنی آیات سے سامعین کی ہمت بندھا رہے تھے اور واقعتاً یہ افغان قوم ہی کا صبر ہے ورنہ کسی اور ملک پر ایسے حالات وارد ہوتے تو کب کا امریکہ کے آگے سجدہ سہو کر چکا ہوتا۔

جمعۃ المبارک کی ادائیگی کے بعد ایک خاص ملاقات کے علاوہ کوئی خاص کام نہ تھا۔ بہرحال طے یہی ہوا کہ کل صبح نماز فجر کی ادائیگی کے فوراً بعد کوئٹہ واپسی ہوگی۔

نماز مغرب بعد ایران کے سنی عالم دین مولانا محی الدین صاحب، جنہیں وہاں کی حکومت نے جلاوطن کیا ہے اور وہ آج کل افغانستان میں مقیم ہیں، تشریف لائے اور ملاقات کی۔ رات ملا عبدالجلیل صاحب اور محمد طیب آغا تشریف لائے۔ امیر محترم نے انہیں صبح کا شیڈول بتایا اور درخواست کی کہ آپ صبح آرام کریں، ہم چلے جائیں گے۔ لہٰذا اپنے معزز میزبانوں سے ہم نے رات ہی کو الوداعی ملاقات کر لی۔

## الوداعی تاثرات

ریسٹ ہاؤس کے ہال میں نماز فجر ادا کر کے ساتھی

**شاہد اسلم**

اپنا سامان لئے جمع تھے۔ امیر محترم نے تمام رفقاء سے مختصر خطاب میں فرمایا کہ ہم نے جس طرح طالبان کو محنت اور لگن سے دین کی خدمت کرتے ہوئے دیکھا ہے، ہمیں چاہئے کہ بحیثیت رفیق تنظیم اسلامی ہم بھی پاکستان میں اسلام کی سربلندی کے لئے بڑھ چڑھ کر کام کریں۔ میزبانوں نے شیڈول سے ہٹ کر ہمارے لئے جلدی سے ناشتہ تیار کر دیا۔ فارغ ہو کر تین گاڑیوں کا قافلہ قندھار سے چمن کی طرف ایک نیا عزم اور ولولہ لئے رواں دواں تھا۔ سپین بولدک میں کوئٹہ سے قونصلیٹ کی وین آ چکی تھی لہٰذا وزارت خارجہ کی گاڑیوں سے اپنا سامان ان پر منتقل کر دیا اور تھوڑی دیر بعد ہم چمن بارڈر کراس کر گئے۔ واپسی پر کسی اہلکار نے روک کر پوچھنے کی زحمت نہ کی۔

چمن سے آگے وہی بلند پہاڑی سلسلہ اور اس کی بل کھاتی سڑکیں۔ خوجک پہاڑ کی چڑھائی سر کرنے کے دوران کئی تاثرات ذہن میں اُبھرے۔ سب سے بڑا تاثر

> اقبال کے فلسفہ خودی کی حامل صرف آج کی افغان قوم ہے!

یہ تھا کہ گویا ہم ترکیہ کے ایک بہت بڑے حوض سے نکل کر آئے ہیں اور پہاڑ کے سامنے ایک ایسا حوض ہے جہاں ماحول میں رحمانی اور شیطانی قوتیں نبرد آزما ہیں۔ لہٰذا انسان کبھی دین داری اور کبھی ماحول کی کثافت اور شیطنت میں غرق ہو جاتا ہے۔ پیچھے اقبالؒ کے فلسفہ خودی کے حامل وہ افغان ہیں جو اپنی خودی پہچان چکے ہیں اور ان کی ٹھوکر سے دریا دونیم اور ان کی ہیبت سے پہاڑ رائی بن رہے ہیں جبکہ سامنے میڈیا پر قابض دین بیزار لوگوں نے پاکستان کی عوام کو اپنی خودی سے بیگانہ کر دیا ہے لہٰذا یہ خود ہی دونیم ہیں اور ایٹمی صلاحیت رکھتے ہوئے بھی امریکہ اور آئی ایم ایف کے خوف سے رائی کی حیثیت اختیار کر رہے ہیں۔ عقب میں ایسی مسلمان قوم ہے جو بقول امیر محترم تاریخ کے دھارے کا رخ موڑ رہی ہے یعنی اقبال کے الفاظ میں کہ "اگر زمانہ تمہارے ساتھ نہیں چلتا تو تم اسے بدل دو" کا کردار ادا کر رہے ہیں جبکہ مقابل میں اس کے برعکس یعنی اگر زمانہ تمہارے ساتھ سازگاری نہیں کرتا تو تم اس سے سازگاری کر لو کا منظر ہے۔ وہاں عورتوں کی عزت و حفاظت، نان ونفقہ کے ذمہ دار مرد ہیں جبکہ یہاں عورتوں کو بے پردہ کر کے شمع محفل بنا کر ان کے ہاتھ میں ڈگریاں پکڑا دی گئی ہیں تاکہ وہ دربدر جنسی نگاہوں کو تسکین فراہم کریں۔ عقب میں بقول اقبال اے مسلمان عورتوں تم فاطمہؓ ہوتا کہ تمہاری گود سے حسنؓ اور حسینؓ پروان چڑھیں اور واقعی

> افغان زمانے کو بدل رہے ہیں جبکہ ہم زمانے سے سازگاری اختیار کر رہے ہیں

افغان ماؤں نے مجاہدوں کی نہ ختم ہونے والی فوج تیار کر دی ہے جو عالمی دجالی فتنے کا مقابلہ کرنے سے بھی نہیں جھجکے گی جبکہ یہاں فلمیں، ڈرامے، ناچ، گانے دیکھنے اور فیشن کے تقاضوں کو پورا کرنے والی مائیں ہیں جن کی گود سے کھلاڑی، اناڑی، بھکاری اور فرسودہ کلچر فنکاری لئے بچے پروان چڑھ رہے ہیں۔ ارضِ افغان پر دین کو اپنانے کی پاداش میں عالم کفر دانستہ اور عالم اسلام بے سوچے سمجھے عوام الناس کو بھوکا مار رہا ہے، یعنی افغانوں کو زہر دے کر اور پاکستانیوں کو قرضوں کا گُڑ دے کر مارا جا رہا ہے۔ بہرحال نیو ورلڈ آرڈر بنانے والوں کو خوب معلوم ہے کہ اگر افغانستان کا عزم و ہمت، جرأت و بہادری، توکل اور اللہ پر لاریب یقین پاکستان برآمد ہو گیا اور پاکستان کی ٹیکنالوجی، ہنر اور علم افغانستان چلا گیا تو ہماری خیر نہیں۔ مجاہد کبیر اسامہ بن لادن کے الفاظ جو کہ انہوں نے ایک انٹرویو میں کہے تھے، یاد آئے کہ نیو ورلڈ آرڈر کی زنجیر جس سے امریکہ اور عالم کفر مسلمان ممالک کو باندھ چکا ہے، اس کی آخری کڑی افغانستان ہے۔ وہ ہر طریقے سے چاہتا ہے کہ یہ حلقہ بھی مکمل ہو جائے لیکن ان شاء اللہ وہ ایسا نہ کر سکے گا بلکہ یہاں سے ہی باقی زنجیر کے حلقے بھی ٹوٹتے چلے جائیں گے۔

صرف مسلمانوں کو دین کا جامع تصور سمجھ جانا چاہئے۔ احادیث کو تو یاد رکھے ہوئے ہیں کہ اسلام کی پانچ بنیادیں

(باقی صفحہ ۱۷ پر)

# تنظیم اسلامی حلقہ خواتین لاہور کے زیرِ اہتمام ماہانہ دروس اور ترجمہ قرآن کے پروگرام

| نمبر شمار | نام مقررات/مدرسات | ترجمہ/درسِ قرآن | دن/وقت | ایڈریس+فون (لاہور) |
|---|---|---|---|---|
| ۱ | ناظمہ علیا/امت الہادی | درس قرآن | ہر ماہ کا پہلا ہفتہ عصر تا مغرب | K-36 ماڈل ٹاؤن قرآن اکیڈمی 3-5869501 |
| ۲ | ناظمہ علیا | ترجمہ قرآن | ہر پیر کو عصر تا مغرب | K-36 ماڈل ٹاؤن قرآن اکیڈمی 5834249 |
| ۳ | ناظمہ علیا | درس قرآن | دوسرا اور چوتھا ہفتہ عصر تا مغرب | 96۔ نبی بخش پارک نشتر بلاک علامہ اقبال ٹاؤن 7844642 |
| ۴ | ناظمہ علیا | درس قرآن | ہر ماہ کی آخری جمعرات عصر تا مغرب | D-16 ستلج بلاک انکم ٹیکس کالونی علامہ اقبال ٹاؤن |
| ۵ | نائب ناظمہ امت المعطی | درس قرآن | ہر ماہ کا دوسرا ہفتہ 10:30 تا 11:30 صبح | پنجاب سکول نزد ٹیپو سلطان چوک C۔ بلاک ٹاؤن شپ 830207 |
| ۶ | نائب ناظمہ | درس قرآن | ہر ماہ کا تیسرا ہفتہ عصر تا مغرب | مکان نمبر 262 پیر کالونی سٹریٹ نمبر G-3 والٹن 6667874 |
| ۷ | نائب ناظمہ/امت الحی | درس قرآن | ہر ماہ کا پہلا منگل عصر تا مغرب | 78۔ اے ون ٹاؤن شپ 5114582 |
| ۸ | ناظمہ حلقہ لاہور امت المغنی | درس منتخب نصاب | ہر ماہ کا دوسرا پیر عصر تا مغرب | ڈاکٹر طلعت اکرم۔ گلی نمبر A-61 بالمقابل الائیڈ بنک نیو شاد باغ 7286525 |
| ۹ | ناظمہ حلقہ لاہور | درس منتخب نصاب | ہر جمعرات کو عصر تا مغرب | احاطہ شنکر داس غوثیہ سٹریٹ مکان نمبر 65/66 گڑھی شاہو 6364081 |
| ۱۰ | ناظمہ حلقہ/مومنہ خان | درس منتخب نصاب | ہر ماہ کا پہلا پیر عصر تا مغرب | N-118 فیز 1 D-H-A |
| ۱۱ | رفیقات تنظیم اسلامی | درس منتخب نصاب | ہر ماہ کا آخری بدھ عصر تا مغرب | A-67 علامہ اقبال روڈ گڑھی شاہو 6366638 |
| ۱۲ | ناظمہ حلقہ لاہور | ترجمہ/ناظرہ | ہر پیر تا جمعرات 10:30 تا 12:30 | A-67 علامہ اقبال روڈ گڑھی شاہو 6366638 |
| ۱۳ | ناظمہ حلقہ/نوشین تاج | درس قرآن | ہر ماہ کا دوسرا ہفتہ عصر تا مغرب | مکان نمبر 7-10-33 خالد بن ولید روڈ بنک کالونی سمن آباد |
| ۱۴ | کوثر شجاعت | درس قرآن | ہر ہفتہ 11 تا 1 بجے دن | 30 سی۔ گلبرگ ii چوہدری ظہور الٰہی روڈ 5753030 |
| ۱۵ | آمنہ شفیق | لفظی ترجمہ | روزانہ پانچ تا چھ بجے شام | 18/7 شاہ عالم ہاؤس زمان پارک 6306759 |
| ۱۶ | آمنہ شفیق | تفہیم القرآن | ہر جمعہ کو 11 تا 1 بجے دن | مسز جہانگیر خان 24 زمان پارک 6306759 |
| ۱۷ | ثریا بیگم | لفظی ترجمہ | روزانہ پانچ تا چھ بجے صبح | ''چوہدری محمد ابراہیم'' 69/B عزیز روڈ چاہ میراں |
| ۱۸ | امت الحصی | ترجمہ قرآن | ہر ہفتے کو 10 تا 1 بجے دن | اسعد مختار B-117 ٹیک سوسائٹی 5426794 |
| ۱۹ | عذرا فرخ | درس اور ترجمہ | ہر سوموار کو 11 تا 12 بجے دن | الہدیٰ اسلامک سنٹر نزد ''مرغی خانہ'' 6675524 |
| ۲۰ | عذرا فرخ | درس اور ترجمہ | روزانہ 3:30 تا 6:30 بجے | الہدیٰ اسلامک سنٹر نزد ''مرغی خانہ'' 6675524 |
| ۲۱ | عذرا فرخ | درس اور ترجمہ | روزانہ 8 تا 11 بجے دن | مکان نمبر 1073 گلی نمبر 85 خراس محلہ صدر بازار 6675524 |
| ۲۲ | عذرا فرخ | ناظرہ قرآن | روزانہ 6:30 تا 8:30 بجے | مکان نمبر 1073 گلی نمبر 85 خراس محلہ صدر بازار 6675524 |
| ۲۳ | سعیدہ اختر | درس قرآن | ہر ماہ دو منگل شام پانچ بجے | 15 گیندہ گلی تاج باغ 6552706 |
| ۲۴ | سعیدہ اختر | ترجمہ قرآن | ہر پیر اور جمعرات 10 تا 11 بجے | 15 گیندہ گلی تاج باغ 6552706 |
| ۲۵ | مہر صاحبہ | درس قرآن | ہر ماہ کی تیسری جمعرات عصر تا مغرب | C-124۔ ٹیک سوسائٹی 5415844 |
| ۲۶ | ثمینہ طارق | تجوید اور ترجمہ | ہر سوموار کو عصر تا مغرب | مکان نمبر A-2 گلی نمبر 63 نونہال پارک شاد باغ 7604665 |
| ۲۷ | خدیجہ بشیر | ترجمہ قرآن | روزانہ 5:45 تا 6:45 صبح | 330 پاک بلاک علامہ اقبال ٹاؤن 7833207 |
| ۲۸ | طیبہ یاسمین | درس قرآن | ہر ماہ کا دوسرا بدھ عصر تا مغرب | قریشی سٹریٹ رستم پارک اقراء ماڈل سکول 7590982 |
| ۲۹ | طاہرہ صاحبہ | درس قرآن | ہر ماہ کا پہلا اور تیسرا پیر 9:30 صبح | مکان نمبر 24 گلی نمبر 2 خدیجہ پارک بالمقابل زینیا ہسپتال |
| ۳۰ | طاہرہ صاحبہ | درس قرآن | ہر ماہ کا پہلا اور تیسرا منگل 4:30 تا 5:30 | 19-A-5 گلی نمبر 45 شریف پارک ملتان روڈ |
| ۳۱ | صائمہ تبسم | درس قرآن | ہر ماہ کا پہلا پیر عصر تا مغرب | محلہ کیبل پارک مکان نمبر 7 گلی نمبر 2 اردو بازار 7122950 |
| ۳۲ | ثریا بانو | درس قرآن | ہر ماہ کا پہلا پیر عصر تا مغرب | نشیمن عبدالوحید سکیم نمبر 2 پیپلز کالونی تھانہ فیروز والہ جی ٹی روڈ شاہدرہ 7926766 |
| ۳۳ | فاطمہ اللہ دتہ | حفظ/وفاق کا کورس | روزانہ تمام دن | مدرسہ تعلیم القرآن کالا خطائی موڑ شاہدرہ 7927442 |
| ۳۴ | فرزانہ صاحبہ | ناظرہ/ترجمہ قرآن | روزانہ 8 تا 1 بجے | ڈاکٹر یوسف العزیز کلینک فیروز والہ |
| ۳۵ | رفعت نسیم الدین | درس قرآن | ہر ماہ کا دوسرا بدھ عصر تا مغرب | 110 نبی بخش پارک شاد باغ 7281939 |
| ۳۶ | عائزہ ندیم | درس قرآن | ہر سوموار کو 5 تا 6 بجے شام | اتاترک بلاک نیو گارڈن ٹاؤن رابطہ فون 7281939 |
| ۳۷ | نصرت البصار | ترجمہ قرآن | ہر منگل کو عصر تا مغرب | K-53 ماڈل ٹاؤن 5856753 |
| ۳۸ | فوزیہ متین | درس قرآن | ہر ماہ کا تیسرا ہفتہ 9:30 تا 11:30 | 66/E ماڈل ٹاؤن |
| ۳۹ | امت الحی اور فرحت صاحبہ | ترجمہ قرآن | ہر جمعرات کو عصر تا مغرب | 78۔ اے ون ٹاؤن شپ 5114582 |
| ۴۰ | عطیہ عارف | ترجمہ قرآن | ہر جمعرات کو 10 تا 12 بجے دن | 112 سی ٹو واپڈا ٹاؤن 5182997 |
| ۴۱ | آمنہ فیاض | ترجمہ قرآن | ہر جمعرات کو عصر تا مغرب | 305۔ جی تھری واپڈا ٹاؤن 5184306 |
| ۴۲ | آمنہ فیاض | درس قرآن | ہر ماہ کا آخری منگل عصر تا مغرب | 305۔ جی تھری واپڈا ٹاؤن 5184306 |
| ۴۳ | سلمیٰ افتخار | ترجمہ قرآن | ہر منگل 10:30 تا 11:30 | 43 طارق بلاک نیو گارڈن ٹاؤن |
| ۴۴ | صائمہ ثاقب | حفظ اور ترجمہ | ہر پیر تا جمعرات عصر تا مغرب | F-27 ماڈل ٹاؤن 5855929 |
| ۴۵ | صائمہ ثاقب | درس قرآن | ہر ماہ کی دس تاریخ کو عصر تا مغرب | F-27 ماڈل ٹاؤن 5855929 |
| ۴۶ | خدیجہ صاحبہ | درس قرآن | ہر ماہ کا دوسرا منگل عصر تا مغرب | نواز سیال چوہان روڈ اسلام پورہ 7243134 |
| ۴۷ | نوشین صاحبہ | درس قرآن | ہر ماہ کی دوسری جمعرات عصر تا مغرب | چاہ میراں |

# کاروان خلافت منزل بہ منزل

## حلقہ سندھ زیریں کے زیر اہتمام
## سود کے خلاف جلسہ

تنظیم اسلامی حلقہ سندھ (زیریں) کے ناظم انجینئر نوید احمد نے اورنگی ٹاؤن سیکٹر ساڑھے گیارہ میں تنظیم کے دفتر میں ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اسلام کے خلاف یہودیوں کی سازشیں روز اول سے جاری ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں پختہ وعدہ فرمایا ہے کہ وہ اپنے نور کو مکمل کر کے رہے گا خواہ یہ بات مشرکوں کو کتنی ہی ناگوار کیوں نہ ہو۔ الحمدللہ کہ وطن عزیز کے قیام کے بعد سے یہاں نفاذ اسلام کا عمل بتدریج آگے بڑھ رہا ہے جس کی مثالیں قرارداد مقاصد کی منظوری، فیڈرل شریعت کورٹ کا قیام اور سود کے بارے میں اس کا فیصلہ ہیں۔ دریں اثناء یہودی سازشیں بھی جاری ہیں۔ لہٰذا پہلے تو قرارداد مقاصد کو Operative Clause کی حیثیت نہیں دی گئی۔ بعد ازاں دستور سمیت ہر سطح پر قرآن وسنت کی بالادستی کی راہ میں رکاوٹ ڈالی گئی۔ سود کے بارے میں فیصلے کے بعد اس کے خلاف سپریم کورٹ میں اپیل دائر کر کے اسے نو سال سرد خانے میں ڈالے رکھا گیا۔ جب سپریم کورٹ کے اپیلیٹ بنچ نے فیڈرل شریعت کورٹ کے فیصلے کو برقرار رکھتے ہوئے حکومت کو ۳۰ جون ۲۰۰۱ء تک متبادل نظام معیشت کے لئے قانون سازی کا پابند کیا تو حکومت نے یونائیٹڈ بنک کے ذریعے ریویو پٹیشن داخل کروا کے مزید ایک سال مہلت حاصل کر لی ہے۔ البتہ یہ بات قابل اطمینان ہے کہ جج صاحبان نے سود کے بارے میں شرعی فیصلے کو کالعدم قرار دینے سے انکار کر دیا ہے۔ ہماری حکومتیں غیر سودی نظام کے نفاذ سے اس لئے گریزاں ہیں کہ انہوں نے قوم کو یہودی مالیاتی استعمار کے نمائندہ اداروں یعنی آئی ایم ایف اور ورلڈ بنک کے پاس سودی قرضوں کے عوض گروی رکھ دیا ہے جبکہ رقوم کرپشن کے ذریعے اپنے اللوں تللوں پر خرچ کر دی ہے، جس کی سزا قوم یوٹیلیٹی بلز میں آئے دن کے اضافوں کی صورت میں بھگت رہی ہے۔ ہماری دینی غیرت کا تقاضا ہے کہ ہم میں سے ہر وہ فرد جس کا اکاؤنٹ یونائیٹڈ بنک میں ہے، وہ یہاں سے اپنی تمام رقوم نکال لے تاکہ آئندہ کسی بھی ادارے کو اس طرح کے غیر شرعی اقدام کی جرأت نہ ہو۔

(جاری کردہ: محمد سمیع)

## گوجر خان میں خواتین کا ماہانہ درس قرآن

۱۷ جون کو حسب معمول خواتین کے لئے ماہانہ درس قرآن منعقد ہوا۔ رانا عبدالغفور صاحب کی صاحبزادی نے سورۃ المومنون کے پہلے رکوع پر درس دیا۔ موصوفہ تقریباً دو سال سے ہر ماہ اسلام آباد سے گوجر خان تشریف لا کر درس قرآن دیتی ہیں۔ اس نشست میں تقریباً پچاس خواتین نے شرکت کی اور بڑی توجہ سے قرآن پاک کا درس سنا جس میں آیات قرآنی کے حوالے سے نماز کی پابندی، اس کی حفاظت اور اس میں خشوع وخضوع کی موجودگی پر زور دیا گیا۔ (رپورٹ: مسز فاروق حسین)

## تنظیم اسلامی کوئٹہ کے زیر اہتمام
## شب بسری اور ایک روزہ پروگرام

تنظیم اسلامی کوئٹہ میں اسرہ کینٹ کے تحت مقامی مسجد میں شب بسری اور ایک روزہ تربیتی پروگرام ہوا۔ اس میں تیرہ رفقاء نے ہمہ وقتی شرکت کی جبکہ دس رفقاء نے جز وقتی شرکت کا اہتمام کیا۔

پروگرام کا آغاز بعد نماز عصر ہوا۔ سب سے پہلے رفقاء کو مختلف گروپس میں تقسیم کر کے گشت کی گئی۔ بعد نماز مغرب قاری شاہد اسلام بٹ نے سورۃ العصر کی روشنی میں راہ نجات کو واضح کیا۔ اس درس قرآن میں تقریباً ۴۵ سے ۵۰ رفقاء واحباب کی حاضری تھی۔ تمام احباب نے درس قرآن نہایت انہماک سے سنا۔ بعد نماز عشاء محمد سلیمان قیوم نے کھانے کے آداب بیان کئے۔ وقفہ طعام کے بعد سونے کے آداب بیان کئے گئے جس کے بعد آرام کا وقت دیا گیا۔

رات ساڑھے تین بجے تمام رفقاء کو تہجد کے لئے جگایا گیا۔ سب نے انفرادی طور پر عبادات کیں۔ نماز فجر کے بعد امام مسجد نے درس قرآن دیا، جس میں تمام رفقاء نے شرکت کی۔ ناشتہ کے بعد ۸ سے ۹ بجے تک راقم الحروف نے "آنے والے دور کی ایک واضح تصویر" کے عنوان سے بورڈ کے ذریعے پیغام پہنچایا۔ بعض نئے رفقاء نے پروگرام کی دلچسپی کو دیکھ کر اپنے تمام امور ملتوی کر دیئے اور پورے طور پر دلجمعی کے ساتھ اس پروگرام میں شریک ہو گئے۔ ۹ سے ۱۰ بجے تک رفقاء نے ایک مقابلے کی صورت میں دعائیں یاد کیں۔ یہ نشست اس قدر بھرپور اور دلچسپ تھی کہ قریباً تمام ساتھیوں کو ۴۵ منٹ میں ۱۲ دعائیں یاد ہو گئیں۔

۱۱ بجے محبوب سبحانی صاحب نے "اسلام کیا ہے؟" کے عنوان کے تحت بورڈ کے ذریعے لیکچر دیا اور دین ومذہب کے فرق کو واضح کیا۔ یہ پروگرام دعوتی نوعیت کا تھا جس میں تقریباً ۴۵ سے ۵۰ لوگوں نے شرکت کی۔

۱۲ بجے نئے رفقاء کے لئے تربیتی تقاریر کا اہتمام کیا گیا، جس کا عنوان "مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق" تھا۔ ہر رفیق نے ۱۵ سے ۲۰ منٹ میں اپنی گزارشات پیش کی۔ اس میں عبدالرحمٰن یاسر، میاں محمد منشاء، اورنگ زیب اور خدائے نور نے شرکت کی۔ سب سے عمدہ تقریر اورنگ زیب نے کی جبکہ دلچسپ بات یہ تھی کہ انہوں نے صرف تیسری جماعت تک تعلیم حاصل کی ہے اور اب پان کا کام کرتے ہیں۔ تیرہ برس کی عمر کے مبتدی رفیق خدائے نور، جو ابھی جماعت پنجم کے طالب علم ہیں، نے بھی اچھے انداز میں بات کی۔ مادری زبان پشتو ہونے کے باوجود ان کی اردو بہت شستہ تھی۔ ظہر کی نماز اور کھانے کے بعد رفقاء نے آرام کیا۔ عصر سے قبل راقم الحروف نے "فکر آخرت" کے عنوان سے آخری ہدایات دیں جس کے بعد دعا پر یہ پروگرام اپنے اختتام کو پہنچا۔

(رپورٹ: عبدالسلام عمر)

## تنظیم اسلامی کے ناظم دعوت وتربیت
## جناب رحمت اللہ بٹر کا دورۂ گوجر خان

تنظیم اسلامی گوجر خان نے چوہدری رحمت اللہ بٹر کو گوجر خان میں خطاب کی دعوت دی جنہوں نے کمال شفقت سے اس دعوت کو قبول کر لیا۔ چنانچہ ایبٹ آباد میں منعقدہ تربیت گاہ کے اختتام پر لاہور واپس جاتے ہوئے انہوں نے گوجر خان میں قیام کیا اور ۲۳ جون کو بعد نماز مغرب جامع مسجد العابد وارڈ نمبر ۷ میں "عبادت رب" کے موضوع پر خطاب فرمایا۔ تقریباً ۱۱۰ افراد نے ان کے خطاب کو بڑے انہماک اور توجہ سے سنا۔

جناب چوہدری رحمت اللہ بٹر نے بندگی کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ کی ادائیگی مکمل بندگی نہیں ہے بلکہ یہ تو صرف عبادات ہیں۔ اصل بندگی یہ ہے کہ ایک مسلمان کی پوری زندگی کا ہر لمحہ اور زندگی کا ہر شعبہ اپنے رب کے احکامات کے مطابق اور سنت رسول ﷺ کے تابع ہو۔ جو مسلمان عبادات تو باقاعدگی سے ادا کرتا ہے لیکن اپنی عملی زندگی اللہ تعالیٰ کے احکامات کے خلاف بسر کرتا ہے، اس نے دورنگی اختیار کر رکھی ہے، جس کے باعث اس کی عبادات بھی قابل قبول نہ ہوں گی بلکہ اس کا یہ طرز عمل شرک کے زمرے میں آئے گا۔

ناظم دعوت وتربیت نے تقریباً ایک گھنٹہ خطاب فرمایا اور نماز عشاء کے بعد لاہور روانہ ہو گئے۔

(رپورٹ: مرتضیٰ شاہ)

## اسرہ بہاول نگر ومنچن آباد کی ماہانہ شب بسری

ماہ جون کی شب بسری ۲۳ جون کو دفتر انجمن خدام القرآن بہاولنگر میں ہوئی۔ اس کا آغاز نماز مغرب کے بعد امیر حلقہ جناب منیر احمد کے درس قرآن سے ہوا جس کے لئے سورۂ توبہ کے پہلے رکوع کا انتخاب کیا گیا۔ درس میں کل ۲۷ مرد حضرات اور ۷ خواتین نے شرکت کی۔ نماز عشاء اور کھانے کے بعد ناظم شب بسری جناب ذوالفقار علی نے منتخب احادیث پر مدلل اور پُر اثر درس دیا۔ یہ نشست رات تقریباً گیارہ بجے اپنے اختتام کو پہنچی۔

شب بیداری صبح تین بجے ہوئی۔ تہجد کے نوافل کے بعد ایک نشست نماز کی درستگی کے حوالے سے ہوئی۔ نماز فجر کے بعد راقم نے قرآن حکیم کے منتخب نصاب کے حوالے سے سورۂ لقمان کے دوسرے رکوع کی پہلی دو آیات کا درس دیا جس میں حکمت، شکر، کفر اور شرک کے عنوانات پر خاصی تفصیل سے روشنی ڈالی گئی۔ شب بسری میں کل آٹھ افراد نے شرکت کی۔ (رپورٹ: محمود اسلم)

# تنظیم اسلامی ملتان و وہاڑی کا ایک روزہ مشترکہ دعوتی پروگرام

۲۴ جون کو تنظیم اسلامی ملتان شہر و تنظیم اسلامی وہاڑی کا ایک روزہ مشترکہ دعوتی پروگرام بورے والا شہر میں منعقد ہوا۔ ملتان کے رفقاء تنظیم اسلامی ملتان کے امیر جناب ڈاکٹر محمد طاہر خاکوانی کی قیادت میں بورے والا پہنچے۔ وہاڑی کے رفقاء اپنے امیر جناب راؤ محمد جمیل کی قیادت میں پہلے ہی پہنچے ہوئے تھے۔ میزبان ڈاکٹر عبدالحفیظ صاحب نے اپنے جملہ ساتھیوں سمیت تمام مہمانوں کو خوش آمدید کہا۔

پروگرام کا آغاز ساڑھے دس بجے ہوا۔ سب سے پہلے جناب محمد سلیم اختر نے دین اور مذہب کے موضوع پر گفتگو کی۔ موصوف نے کہا کہ اسلام غالب ہو تو دین جبکہ مغلوب ہو تو مذہب ہوتا ہے۔ یہ ہم سب کی ذمہ داری ہے کہ اس کو غالب کرنے کے لئے تن من دھن لگا دیں۔ اس کے بعد پروفیسر محمود الٰہی چوہدری نے ''دینی فرائض کا جامع تصور'' کے عنوان پر لب کشائی کی اور اپنے موضوع کا حق ادا کیا۔ انہوں نے حاضرین کو بڑے ہی سادہ الفاظ میں اپنے دینی فرائض یاد کروائے۔ جناب عدنان طاہر نے ''منہج انقلاب نبویؐ'' کے موضوع پر خطاب فرمایا جس میں انہوں نے دوسری دینی تحریکوں کا موازنہ پیش کیا۔ اس کے بعد وہاڑی کے ناظم تربیت جناب ڈاکٹر منظور حسین نے ''بیعت کی اہمیت'' کے موضوع پر گفتگو فرمائی۔ انہوں نے بڑے مضبوط دلائل کے ساتھ یہ ثابت کیا کہ انقلاب کے لئے ایک منظم جماعت کا وجود لازمی ہے۔ انہوں نے رفقاء کو بیعت سمع وطاعت فی المعروف کی حقیقت اور الفاظ بھی سنائے تاکہ انہیں احساس ہو کہ وہ کتنا بڑا عہد کر کے تنظیم میں شامل ہوئے ہیں۔ اس نشست میں رفقاء واحباب کی تعداد ۸۰ تھی۔ ساڑھے بارہ بجے سے ایک بجے تک تمام رفقاء واحباب نے ایک دوسرے کا تعارف حاصل کیا۔ اس کے بعد امیر حلقہ اپنے ساتھیوں سمیت جناب کفایت اللہ ثاقب کے گھر تشریف لے گئے، جنہوں نے اپنے مکان کا ایک تہائی حصہ تنظیم اسلامی کو وقف کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے جذبہ انفاق کو اپنی بارگاہ میں قبولیت سے نوازے!

ظہر کی نماز کے بعد کھانے اور آرام کا وقفہ ہوا۔ اس دوران وہاڑی تنظیم کے تین رفقاء جناب محمد نواز، جناب عبدالحق اور جناب محمد مختار موٹر سائیکل رکشہ پر گلیوں، محلوں، بازاروں میں اس پروگرام بالخصوص شام کے خصوصی خطاب کی دعوت دیتے رہے۔ نماز عصر کے بعد جناب سعید اظہر عاصم نے سیرت صحابہ کا اجتماعی مطالعہ کرایا جبکہ ڈاکٹر منظور حسین نے چند احادیث کے ترجمہ وتفسیر کی ذمہ داری ادا کی۔

خصوصی پروگرام نماز مغرب کی ادائیگی کے بعد تلاوت کلام پاک سے شروع ہوا۔ تنظیم اسلامی ملتان کے امیر جناب ڈاکٹر محمد طاہر خاکوانی نے ''سیرۃ النبیؐ'' کے موضوع پر خطاب فرمایا۔ انہوں نے امت مسلمہ کی رسوائی کے اسباب پر تفصیل سے روشنی ڈالی اور یہ واضح کیا کہ اس صورت حال سے نکلنے کے لئے ہمیں اسوہ رسول ﷺ پر چلنا ہوگا۔ اسی میں دین کی اور ہماری فلاح ہے۔ آج ضرورت اس بات کی ہے کہ اپنی جملہ صلاحیتوں کو اقامت دین میں لگایا جائے۔ اسلام کا غلبہ اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک تمام مسلمان اپنی اپنی ذمہ داری ادا نہیں کرتے۔ اس کے بعد انہوں نے تنظیم اسلامی کا تعارف اور مقصد بیان کیا اور تمام حاضرین کو تنظیم میں شمولیت کی دعوت دی۔ اس خصوصی خطاب میں شرکاء کی تعداد ۲۵۰ سے زائد تھی۔ اس کے ساتھ ہی دعا پر پروگرام کا اختتام ہوا۔ اللہ تعالیٰ جملہ منتظمین و شرکاء کی خدمات کو اپنی بارگاہ میں قبولیت سے نوازے! (مرتب: شہباز نور)

## بقیہ : دورۂ افغانستان

ہیں مگر نبی اکرم ﷺ کی وہ حدیث بھول چکے ہیں جس میں آپؐ نے فرمایا کہ اللہ نے مجھے حکم دیا ہے اور اے مسلمانو میں تمہیں پانچ باتوں کا حکم دیتا ہوں (۱) جماعت کا، (۲) سننے کا، (۳) ماننے کا، (۴) ہجرت اور (۵) جہاد کا۔

الحمد للہ تنظیم اسلامی بھی یہی شعور پاکستان میں اجاگر کرنے کی جدوجہد کر رہی ہے۔ ہم پہاڑ کی بلندیوں کو عبور کر آئے تھے۔ دلوں سے دعائیں نکل رہی تھیں کہ اے اللہ مسلمانوں میں اتحاد پیدا فرما اور دین کا صحیح تصور عطا فرما اور پاکستان میں مذہبی جماعتوں کو الیکشن کی بھول بھلیوں سے نکال کر اسلامی انقلاب کو برپا کرنے کے لئے منہج انقلاب نبویؐ کے طریقہ کو اپنانے کی توفیق دے اور اجتماعی قوت بننے کے لئے بیعت کی بنیاد پر ایک قائد کی قیادت کو اپنانے کی ہمت دے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ۱۹۴۷ء کی قربانیاں بھی ۱۹۷۱ء کی ذلت آمیز شکست اور ملک کے دو ٹکڑے ہونے کی شکل میں اور پھر سندھی، بلوچی، پنجابی، پٹھان اور مہاجر کی صورت میں اور کبھی ملک پر نہ ختم ہونے والے سیکولرازم اور ورلڈ بینک کی حکمرانی اور دینی جماعتوں کی تفریق در تفریق کی شکل میں ضائع چلی جائیں۔

خوجک پہاڑ کے عقب میں ارض افغانستان سے ۱۵ لاکھ قربانیوں کے بعد الحمد للہ اسلام کا سورج طلوع ہو چکا ہے، کیا قیام پاکستان کے وقت کی لاکھوں قربانیاں اور تب سے اب تک کی دینی محنت کوئی رنگ لائے گی؟ کیا پاکستان جدید اسلامی فلاحی ریاست کا روپ دھار سکے گا؟ کیا یہاں سے لادینیت، فرقہ واریت، صوبائیت، لسانیت، عریانیت اور سودی معیشت کا چراغ گل ہو سکے گا؟ یا ہم ارض افغانستان سے طلوع ہونے والے سورج کی کرنوں ہی کے محتاج رہیں گے؟ بہرحال رفقائے تنظیم اقامت دین کا عزم رکھتے ہیں، اللہ ان کے جذبوں کو مزید پروان چڑھائے۔ کوئٹہ ایئرپورٹ آ چکا تھا۔ وفد کے ارکان الوداعی ملاقات کے بعد اقبال کے درج ذیل اشعار کی صورت میں اپنے حالیہ سفر کے بارے میں یہ تاثرات لئے اپنی اپنی منزل کی طرف روانہ ہو گئے

اللہ کو پامردیٔ مومن پہ بھروسا
ابلیس کو یورپ کی مشینوں کا سہارا

(ختم شد)

## بقیہ : مکتوب شکاگو

مغرب کی گرد کو صاف کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکے ہیں۔ ۱۶ کروڑ پاکستانی اس نظام کے خلاف ہیں جس کے باعث ۵۴ سالوں سے نہ صرف ہمارا استحصال ہو رہا ہے بلکہ اقوام کی تاریخ میں ہمیں عبرت کا نشان بنانے کی جانی انجانی کوششیں بھی کی جا رہی ہیں۔ ہمارے سیاسی بونے اپنے قد کو کسی طور کوتاہ تسلیم نہیں کرتے البتہ مذہبی اور جہادی تنظیموں کے قد کاٹھ کو پستہ ثابت کرنے پر تلے رہتے ہیں۔

مغرب چاہتا ہے کہ پاکستان طالبان سے فاصلہ رکھے۔ گو کہ مغربی طاقتیں جنرل پرویز مشرف سے خوش نہیں ہیں لیکن کمال اتاترک سٹائل کے باعث اس پوت کے پاؤں بہرحال انہیں پالنے میں نظر آ گئے ہیں کہ یہی ہے جو دینی و جہادی تنظیموں کو کنٹرول کر سکتا ہے اور طالبان کے مسئلے میں مزید ''تعمیری'' کردار ادا کر سکتا ہے۔

قرآن حکیم کے مطابق قوم ثمود کو صرف نو لیڈروں نے بگاڑ رکھا تھا، وطن عزیز کی سیاست میں تو خیر سے ایسے نو ہزار بھی مل جائیں گے۔ لیکن چونکہ پاکستان دنیا کو ایک بار پھر خلافت اسلامیہ کی عظیم الشان سلطنت کا نمونہ دکھانے کے لئے حاصل کیا گیا تھا لہٰذا مغرب زدہ حکمرانوں سے کوئی امید رکھنے کے بجائے پاکستان کے عوام یہ عہد کریں کہ وہ پاکستان میں نظام خداوندی ہر قیمت پر نافذ کر کے رہیں گے۔ سرحدوں کے اندر اور باہر ہمارا دشمن صرف وہ ہے جو ہمارے اس نصب العین میں رکاوٹ بنے!


ان شاء اللہ العزیز

۲۲ جولائی ۲۰۰۱ء بروز اتوار دس بجے صبح

الحمرا ہال لاہور میں تحریک خلافت پاکستان کے زیر اہتمام

داعی تحریک خلافت پاکستان وامیر تنظیم اسلامی پاکستان

**ڈاکٹر اسرار احمد**

کا خطاب عام ہوگا جس میں

نظام خلافت: ماضی، حال اور مستقبل

کے حوالے سے بعض اہم موضوعات زیر بحث آئیں گے

شرکت کی عام دعوت ہے

المعلن: عبدالرزاق، ناظم اعلیٰ تحریک خلافت پاکستان

number of interpretive possibilities in deriving the rule of Allah from the primary texts of the Holy Qur'an and Hadith on a particular question. In a larger sense, a Maslak represents the entire school of thought of a particular Mujtahid Imam, such as Abu Hanifa, Malik, Shafi'i, or Ahmad--together with many first-rank scholars that came after each of these in their respective schools, who checked their evidences and refined and upgraded their work. The mujtahid Imams were thus explainers, who operationalised the Qur'an and Sunnah in the specific shari'a rulings in our lives that are collectively known as fiqh or "jurisprudence".

The slogans we hear today about "following the Qur'an and Sunnah instead of following the Maslaks" are wide of the mark, for everyone agrees that we must follow the Holy Qur'an and the Sunnah of the Nabi (SAW). The point is that the Holy Nabi (SAW) is no longer alive to personally teach us, and everything we have from him, whether the Hadith or the Holy Qur'an, has been conveyed to us through Islamic scholars. So it is not a question of whether or not to take our din from scholars, but rather, from which scholars. And this is the reason we have Maslak in Islam: because the excellence and superiority of the scholarship of the mujtahid Imams--together with the traditional scholars who followed in each of their schools and evaluated and upgraded their work after them--have met the test of scholarly investigation and won the confidence of thinking and practicing Muslims for all the centuries of Islamic greatness.

The reason why Maslaks exist, the benefit of them, past, present, and future, is that they furnish thousands of sound, knowledge-based answers to Muslims questions on how to obey Allah. Muslims have realized that to follow a Maslak means to follow a super scholar who not only had a comprehensive knowledge of the Holy Qur'an and Hadith texts relating to each issue he gave judgements on, but also lived in an age a millennium closer to the Prophet (SAW) and his Companions, when taqwa or "god-fearingness" was the norm--both of which conditions are in striking contrast to the scholarship available today. The Maslaks should thus not be confused with the so-called shades of Islam.

Coming back to the western classification of Muslims, it is necessary to understand that a liberal or moderate Muslim means a blend of Islamic and un-Islamic ideas, beliefs and practices. The liberals clearly claim that "You have the right to think as you wish; you have the right to worship as you please. Because we are all unique beings, with different skills, needs, and wants, we must respect the life choices of others as long as their life choices do not infringe on the rights enjoyed by other citizens." These standards of liberalism are totally in contradiction to Islam. We are tempted to become the so-called liberals on account of a natural desire of independence and an easy life. Liberalism is necessarily sympathetic with the depraved nature of man, who looks for emancipation from restraint. By a very natural tendency, we love a system, which legitimatizes and sanctifies our pride of intellect and the license of passion. We declare ourselves "liberals" and "moderate" by the desire of advancement in life. Liberalism is today the dominating idea; it reigns everywhere and especially in the sphere of public life. It is therefore a sure recommendation to public favour. Gai Eaton, a British Muslim, rightly calls liberal Muslims "Uncle Toms" in his book Islam and the Destiny of Man, State University of New York, NY, 1985, page 12. "Uncle Tom" is a derisive term used by African-Americans to describe a Black person who is grotesquely servile to whites.

Before declaring a war on religion and everything associated with it, we must look at ourselves and try to find out whether we have learned Islam or just misunderstood it by falling for the lies and slanders of the enemies of religion. Just a thought that Islam is retrogressive is indicator of the fact that we have fallen victim to the poisonous inoculations and shamelessly fabled writings directed to us. Living under the all-pervasive western influence, we must be very cautious in planning and implementing what we think because we might unconsciously be serving the Western purpose as a result of our jaundiced perceptions about Islam, everything associated with it.

## An Indian Vote of Confidence

Dr. Sahab
Assalaam o alaikum,

My name is Shaikh Imtiyaz Ahmed, and I live in Kurla East which is in suburb of Mumbai. I am a regular viewer of your cassettes through IRF as well as on TV cable. Alhamdulillah our group of ten to fifteen people assembles at my house, and benefit from your cassettes of Tafsir, we have already completed the full cassettes available at IRF and now we have started the second round.

Dr. Zakir Naik Sahab has told us that you are visiting India-Mumbai in two months time. This news itself was so thrilling for all our group members and me. I thanked Allah (SWT) that at least during my lifetime I will get a chance to see you in person.

Dr. Sahab, you live in Pakistan and visit worldwide but I can tell you that your fans in India are more than your fans in Pakistan. We now look forward to your early visit to India. It is my humble request that if we may please be given few hours out of your schedule so that we can arrange one small session of Tafsir in our area. If this request is not possible, at least few minutes should be granted to us to meet you in person. Kindly inform us the schedule of your program.

I hope that I may be informed about your schedule.

Imtiyaz Ahmed Shaikh, Kurla, Mumbai.
(Received through e-mail)

Abid Ullah Jan

# The Crisis of Faith

Statements like: "I told him, I am not a fundamentalist..." or "he asked me if I am a liberal or moderate." are becoming the hallmark of conversation in the educated segments of our society these days. Similarly, the glaring headlines like: "30 Ulema arrested for opposing NGOs," "NSC decides to revise syllabi of Deeni Madaris (religious schools)," "We don't want Taliban-like Islam," and "Where are we heading with Islamiat in our curriculum of education," are a reflection of our confused and indoctrinated mind. It shows our gradual progress from purely religious mindedness to the present state of indirectly calling religion as irrelevant, and towards the stage of calling religion "The Ultimate Satan Dressed as a Lamb."

Our words and our deeds with regard to Islam as a religion, religious scholars, religious institutions etc are not our own. We have been forced to think like this with years of propaganda. What can we learn, for instance, from the recently published article "Religion is selfish, blinkered and immoral" published in The Independent-London (07-01, 2000)? The subtle message that we get through print and electronic media is that modern societies value personal autonomy, achievement in earning a living, providing for a family, saving against a rainy day, and being rewarded for success. Where as religious morality values the opposite. It tells believers to share their possessions with the poor, warns that a well-off person will find himself more accountable and heaven unwelcoming, and preaches subjection to a deity. AC Grayling of The Independent concludes that "such morality contradicts the fundamental norms of contemporary society."

We try to be modern, liberal and secular. For that purpose we try to fit ourselves in the Western moulds of liberal, moderate and fundamentalist Muslims, forgetting the fact that there is only one Islam and no classification in the believers of Islam. We want to throw Islamiat out of the education curriculum and also to poison curriculum of the Deeni Madaris with a liberal ideology in an indirect way. We happily accept the Western notion of "Taliban like Islam" or "fundamentalist Islam" because, according to AC Grayling, it is "irrelevant to modern sexual attitudes [and unfortunately] almost all religions confine sex to marriage, and their more orthodox members oppose homosexuality, contraception and abortion, and restrict women to the domestic sphere." Such restraints make life of a liberal person miserable and he has to make a blend of kufer and Islam to make it liveable moderate.

When a Western media outlet tells us that most people are ignoring the contrast between such views and today's ethos, and the churches accordingly either temporise or contradict their own earlier teachings, we also feel inspired for reinterpreting Islam so as to fit in our desires accordingly. AC Grayling of The Independent has summarised the whole Western propaganda against religion in one piece and it is nice to see them seeing religion "not merely irrelevant [but also] anti-moral..[and] often immoral." Every day, every week, every month, every quarter, the most widely read Western journals seem just now to vie with each other in telling us that the time for religion is past, that faith is a hallucination or an infantile disease, that the gods have at last been found out and exploded.

Our media, too, has also focused its attention on religious leaders, institutions, their curriculum, Jihadi organisations etc with whom we are living since centuries. The only reason is that we are living under the great influence of Western media, getting indirect messages that this is the time to take on the religion and its guardians if we want real freedom and human rights. AC Garyling, again summarises the propaganda in this regards as: "To this day adulterers are stoned to death in certain Muslim countries; if the priests were still on top in the once-Christian world, who can say, it would be different?" Which is a signal that we are now on top of our priest, it's your turn now to do in the Ulema. Our response to the signal is very positive indeed.

One of the great misconceptions that AC Grayling like anti-Islam-propagandists are inculcating in our minds is that there are many shades of Islam, and that Islam, being confused, is too difficult to understand. It must be suffice for the Muslims to understand that Islam is not confusing. It is the contemporary Muslim mind that has been polluted and confused by the Western propaganda about the types of Islam and kinds of Muslims. The reason is that Islam as a religion (Madhhab) is being confused with the different ways (Maslak) adopted by its followers to follow it. One can either be a Muslim or not. There is no place for liberalism and moderation because different ways of Islam are acceptable -- but different shades absolutely not. Ahmadi (Qadyanis) is just one example of that unacceptable shade, which is far less threatening than the modern day "liberal" and "moderate" Islam that is eating us from within like termites.

The word Maslak is derived from an Arabic word meaning "to go" or "to take as a way", and refers to a mujtahid's choice in regard to a

Vol : 10 Regd. CPLNo. 127 No. 25
WEEKLY NIDA-I-KHILAFAT LAHORE

افہام و تفہیم

# ☆ کیا موجودہ افغانستان ایک مثالی اسلامی ریاست ہے؟

## ☆ غیر مسلم موجدین کا آخرت میں کیا انجام ہوگا؟ ☆ کیا قرآن حکیم کے احکامات پر عمل نہ کرنا منافقت کے زمرے میں آئے گا؟

## ☆ خطا' اثم' ذنب' سیئہ اور لمم میں کیا فرق ہے؟ ☆ کیا جہنم میں جانے والا جنت میں جاسکے گا؟

**قرآن آڈیٹوریم میں ہفتہ وار درس قرآن کے بعد امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد سے سوال و جواب کی نشست**

**س:** سائنس کی بیشتر ایجادات کے موجد غیر مسلم تھے۔ ان کے ایمان نہ لانے کا ایک سبب تو یہ ہوسکتا ہے کہ ان کو دین کی دعوت دی گئی لیکن انہوں نے اس پر دھیان نہ دیا ہو۔ دوسری صورت یہ بھی ممکن ہے کہ انہیں کسی نے دین کی دعوت دی ہی نہ ہو اور وہ اپنے کام میں مگن مختلف اشیاء ایجاد کرنے میں مشغول رہے جبکہ آج ساری انسانیت ان ایجادات سے فائدہ اٹھا رہی ہے تو ایسی صورت میں ان کا آخرت میں کیا انجام ہوگا؟

**ج:** قرآن وحدیث کے مطالعے سے جو بات سامنے آتی ہے وہ کچھ یوں ہے کہ اگر تو کسی شخص کے سامنے کسی نبی کی دعوت پہنچی ہی نہیں تو اس سے صرف توحید کے حوالے سے محاسبہ ہوگا' یعنی یہ کہ وہ ایک اللہ کو مانتا ہے یا نہیں۔ اس لئے کہ اللہ نے انسان کو یہ صلاحیت بخشی ہے کہ وہ اپنی فطرت میں مضمر اشاروں اور عقل کی رہنمائی میں خود توحید تک رسائی حاصل کرسکتا ہے۔ لیکن اس کے برعکس اگر کسی شخص تک نبی کی دعوت پہنچی تھی اور اس نے اس دعوت کو رد کردیا تو اس کا حساب سخت ہوگا۔ تاہم چونکہ ہم یہ طے نہیں کرسکتے کہ کسی انسان تک نبی کی دعوت پہنچی یا نہیں' لہٰذا اس کے انجام کے بارے میں ہم کچھ نہیں کہہ سکتے۔ یہ معاملہ روز قیامت حساب کتاب کے دوران ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز کا جاننے والا ہے لہٰذا ان تمام عوامل کو وہ اس وقت خود دیکھ لے گا۔

**س:** خطا' اثم' ذنب' سیئہ اور لمم میں کیا فرق ہے؟

**ج:** ''خطا'' یہ ہے کہ نیت غلط کام کرنے کی نہ ہو لیکن وہ سرزد ہوجائے' جیسے کسی چیز کا نشانہ لیا جائے لیکن وہ چوک کر کہیں اور جا لگے۔ اس میں نیت کو بالکل دخل نہیں ہے۔ ''اثم'' سے مراد کوتاہی ہے۔ آپ پر اخلاقی یا قانونی طور پر جو بھی ذمہ داری عائد ہوتی ہے' اگر آپ نے اسے ادا نہیں کیا تو یہ ''اثم'' ہے۔ ''ذنب'' کا تعلق معصیت کے ساتھ ہے یعنی کسی حکم کو توڑنا۔ ''سیئہ'' کسی بھی قسم کی برائی کے لئے عمومی طور پر استعمال ہوتا ہے۔ ''لمم'' کی صورت یہ ہوتی ہے کہ دل میں برائی کا صرف خیال پیدا ہوا لیکن اس پر عمل نہیں کیا' یا بلا ارادہ کسی غلطی کا ارتکاب ہوجائے' جیسے غیبت کا ارادہ تو نہ ہو لیکن گفتگو میں کسی کے بارے میں یونہی کوئی بات نکل جائے تو اسے ''لمم'' کہا جائے گا۔

**س:** اسامہ بن لادن' بتوں کی مسماری' خواتین کے پردے اور اسلامی قوانین کے نفاذ کے حوالے سے طالبان حکومت کا کردار بہت مثالی ہے۔ موجودہ دور میں پوری اسلامی دنیا کو سامنے رکھتے ہوئے ایک مثالی اسلامی ریاست کے حوالے سے طالبان حکومت کے بارے میں وضاحت فرمایئے۔

**ج:** یہ ذرا پیچیدہ معاملہ ہے۔ ''مثالی'' ایک اضافی ترکیب ہے۔ زمانے اور اس کے حالات کے حوالے سے کسی چیز کے مثالی ہونے کے معیار مختلف ہو جاتے ہیں۔ ایک زمانے میں خلافت موروثی بادشاہت کی شکل میں تھی' جب حضرت داؤدؑ کے بعد ان کے بیٹے حضرت سلیمانؑ بادشاہ بن گئے۔ بعد میں ان کو نبوت بھی عطا ہوگئی تو گویا نبوت بھی موروثی ہوگئی۔ لیکن اس دور کے مطابق وہی اعلیٰ ترین معیار تھا۔ آج کے دور میں درحقیقت مثالی اسلامی ریاست وہ ہوگی جس میں عہد حاضر کے تقاضے بھی پورے کئے جائیں۔ ان میں ایک اہم تقاضا یہ بھی ہے کہ حکومت کی تشکیل میں عوام کی بھی شرکت ہو اور ان کی رائے کو بھی دخل ہو۔ لیکن اس حوالے سے ابھی افغانستان میں کوئی واضح شکل سامنے نہیں آرہی۔ فی الوقت تو وہاں ایک تحریک ہے جو جہاد کے مرحلے سے گزر رہی ہے۔ ملک کا کچھ حصہ ایسا بھی ہے جو فی الحال ان کے قابو میں نہیں ہے اور جس کو حاصل کرنے میں ان کی تمام توانائیاں صرف ہو رہی ہے۔ ان کے وسائل اور ذرائع پابندیوں کے باعث نہایت محدود ہیں جبکہ مدمقابل کو پوری دنیا سے مدد مل رہی ہے۔ لہٰذا وہ ابھی اس حالت میں نہیں ہیں کہ عوام کو امور حکومت میں شریک کرسکیں۔ موجودہ صورت حال میں یہ کہنا زیادہ مناسب ہوگا کہ طالبان کا افغانستان فی الحال ''عہد حاضر کی مثالی اسلامی ریاست'' تو نہیں ہے' البتہ ایک اسلامی ریاست کو قائم کرنے کے لئے جو کم سے کم تقاضا ہے' اسے وہاں پورا کردیا گیا ہے یعنی اللہ کی حاکمیت کا نفاذ اور اللہ کے قانون کی بالادستی۔ اسلامی ریاست کے قیام کے لئے اصل اور بنیادی شرط تو یہی ہے لیکن آج کے دور میں اس کے ساتھ ساتھ سیاسی امور میں عوام کی شرکت کا کوئی قابل اعتبار نظام' پھر معاش اور کفالت عامہ کے حوالے سے بھی کوئی باقاعدہ نظام وضع کرنا ضروری ہوگا۔ تبھی ہم کہہ سکیں گے کہ عہد حاضر کی ایک مثالی اسلامی ریاست قائم ہوگئی ہے۔

**س:** برائے مہربانی تشریح فرمادیں کہ جہنم میں جانے والا کب اور کیسے جہنم سے نجات پاکر جنت میں جائے گا۔

**ج:** اہل سنت کا متفقہ عقیدہ ہے کہ جن لوگوں کے دلوں میں ایمان ہوگا لیکن ضعف ایمانی کے باعث ان کے اعمال میں نیکیوں کے مقابلے میں برائی کا پلڑا زیادہ بھاری ہوگا تو ایسے لوگوں کو جہنم میں داخل کیا جائے گا۔ لیکن اپنے اعمال کے بقدر سزا پانے کے بعد وہ جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کردیئے جائیں گے۔ البتہ جن لوگوں کے دلوں میں سرے سے ہی ایمان نہیں ہوگا خواہ دنیا میں وہ نام کے مسلمان سمجھے جاتے ہوں' وہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔

**س:** قرآن حکیم کے احکامات کو سچا جانتے ہوئے کسی مجبوری کی وجہ سے یا جان بوجھ کر ان پر عمل نہ کرنا کیا منافقت کے زمرے میں آئے گا؟

**ج:** یہ منافقت نہیں بلکہ گناہ ہے۔ البتہ یہ پیش نظر رہنا چاہئے کہ اگر گناہ پر دوام ہوجائے یعنی اس کے ارتکاب میں تسلسل آجائے تو پھر کوئی ایک بڑا گناہ بھی انسان کے ایمان کو ختم کرسکتا ہے۔ اور ایسی حالت میں انسان نفاق کا شکار ہوسکتا ہے۔ لیکن اگر کسی وقت جان بوجھ کر یا نسیاناً میں کوئی غلطی یا خطا سرزد ہوجائے تو اس پر توبہ کرلینی چاہئے۔ صدق دل سے معافی مانگنے پر امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ضرور معاف کردے گا۔